اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

ستاونواں اجلاس (تیسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 12/اگست 2022ء بروز جمعۃ المبارک مطابق 13/محرم الحرام 1444 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	05
3	توجہ دلاؤ نوٹسز۔	11
4	رخصت کی درخواستیں۔	16
5	قرارداد نمبر 146 منجانب: محترمہ شاہینہ کاکڑ صاحبہ، رکن اسمبلی۔	17

ایوان کے عہدیدار

قائم مقام اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 12/اگست 2022ء بروز جمعۃ المبارک مطابق 13/محرم الحرام 1444 ہجری، بوقت شام 05 بجکر 20 منٹ پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، قائم مقام اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اِنَّمَآ اَمۡوَالُکُمۡ وَاَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ ؕ وَاللّٰہُ عِنۡدَہٗۤ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ وَاسۡمَعُوۡا وَاَطِیۡعُوۡا وَاَنۡفِقُوۡا خَیۡرًا لِّاَنۡفُسِکُمۡ ؕ وَمَنۡ یُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۶﴾ اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا یُّضٰعِفۡہُ لَکُمۡ وَیَغۡفِرۡلَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ شَکُوۡرٌ حَلِیۡمٌ ﴿۱۷﴾ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّہَادَۃِ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱۸﴾

﴿پارہ نمبر ۲۸ سُوۡرَۃُ التَّغَابُن آیات نمبر ۱۵ تا ۱۸﴾

ترجمہ: تمہارے مال اور تمہاری اولاد یہی ہیں جانچنے کو اور اللہ جو ہے اس کے پاس ہے ثواب بڑا۔ سوڈرو اللہ سے جہاں تک ہوسکے اور سنو اور مانو اور خرچ کرو اپنے بھلے کو اور جس کو بچادیا اپنے جی کے لالچ سے سو وہ لوگ وہی مراد کو پہنچے۔ اگر قرض دو اللہ کو اچھی طرح پر قرض دینا وہ دونا کردے تم کو اور تم کو بخشے اور اللہ قدردان ہے تحمل والا۔ جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا زبردست حکمت والا۔

وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

☆☆

جناب قائم مقام اسپیکر: جزاک اللہ۔ بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ دومنٹ اسمبلی کی کارروائی کے بعد پھر میں آپ لوگوں کو موقع دیتا ہوں۔ معزز وزراء اور فاضل اراکین اسمبلی! اِس سے پیشتر کہ میں اسمبلی کی کارروائی کا آغاز کروں مجھے نہایت خوشی محسوس ہورہی ہے کہ 13 اگست 2018ء کو وجود میں آنے والی گیارہویں اسمبلی نے آج مورخہ 12 اگست 2022ء کو اپنا چوتھا پارلیمانی سال مکمل کیا ہے۔ اور اس طرح آج مورخہ 12 اگست 2022ء تک بلوچستان صوبائی اسمبلی کے 102 پارلیمانی دن مکمل ہوگئے ہیں۔ جبکہ آئینی طور پر کسی بھی صوبائی اسمبلی کے لیے پارلیمانی سال کے دوران 100 دن مقرر ہیں جو کہ ایک خوش آئند بات ہے۔ معزز اراکین اسمبلی! چوتھے پارلیمانی سال کے دوران اسمبلی نے ضمنی میزانیہ بابت مالی سال 22-2021ء اور سالانہ میزانیہ بابت مالی سال 23-2022ء کی منظوری دی۔ معزز وزراء اور فاضل اراکین اسمبلی! چوتھے پارلیمانی سال کے دوران کل 14 اجلاس منعقد ہوئے، جس میں ذیل سرکاری اور غیر سرکاری کارروائی نمٹائی گئی۔ مختلف نوعیت کے کل 26 مسودات قانون اسمبلی سے پاس ہوئے۔ کل 16 سرکاری اور 26 غیر سرکاری قراردادیں اسمبلی سے پاس ہوئیں۔ اسی طرح کل 169 سوالات کے نوٹسز اسمبلی سیکرٹریٹ کو موصل ہوئے، جن میں سے 114 سوالات نمٹا دیے گئے۔ مختلف نوعیت کے کل 17 توجہ دلاؤ نوٹسز موصول ہوئے جن میں سے 15 توجہ دلاؤ نوٹسز کو اسمبلی میں خوش اسلوبی سے نمٹایا گیا ہے۔ کل چار تحاریک التواا سمبلی کو موصول ہوئیں جن میں سے ایک بحث کے لیے منظور ہوئی۔ مجلس حسابات عامہ نے صوبائی اسمبلی کے مالی حسابات پر آڈیٹر جنرل کی مختلف reports پر 11 مختلف محکموں کے 191 پیراز پر غور کیا جس میں سے 47 settle اور 144 مؤخر ہوئے۔ چوتھے پارلیمانی سال کے دوران ہاؤس کی جانب سے ٹوٹل چھ مسودات قانون مختلف مجالس قائمہ کے سپرد کیے گئے ہیں جن پر متعلقہ مجالس قائمہ نے پانچ مسودات قانون پر اپنی سفارشات مرتب کرکے ہاؤس میں پیش کیے ہیں۔ اور ہاؤس سے منظوری کے بعد باقاعدہ قانون بن چکے ہیں۔ جبکہ ایک مسودہ قانون اب تک مجلس قائمہ کے زیرِ غور ہے اُمید ہے کہ آنے والی نشست میں متعلقہ مجلس قائمہ کی سفارشات بھی ہاؤس میں پیش کردی جائیں گی۔ بلاشبہ جمہوریت میں اپوزیشن کا کردار قابل تعریف ہے جس کے بغیر اسمبلی ادھوری ہے۔ لہٰذا میں چوتھے پارلیمانی سال کے دوران حکومتی اور اپوزیشن اراکین کی جانب سے چیئر کے ساتھ تعاون کرنے پر اِن کے کردار کو سراہتا ہوں اور اُمید ظاہر کرتا ہوں کہ وہ انشاء اللہ آئندہ بھی اسی طرح کے مثبت کردار ادا کرتے رہیں گے۔ آخر میں، مَیں ایک مرتبہ پھر تمام وزرا، معزز اراکین اسمبلی، چیف سیکرٹری بلوچستان، آئی جی بلوچستان، اسمبلی اسٹاف، مختلف محکموں کے سیکرٹری صاحبان، قانون نافذ کرنے والے اداروں کے آفیسران اور اہلکاران اور

پرنٹ والیکٹرانک میڈیا کے تمام نمائندگان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اُنہوں نے رواں چوتھے پارلیمانی سال کے دوران اسمبلی کے اجلاسوں کے انعقاد میں ہمارا ساتھ دیا۔ اور اُمید ہے کہ رواں پارلیمانی سال کی طرح آخری پارلیمانی سال میں بھی آپ تمام حضرات ایوان کے تقدس کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرینگے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: **وقفہ سوالات۔**

جناب قائم مقام اسپیکر: پہلے میرے خیال سے سوالات پڑھ لیتے ہیں سیّد عزیز اللہ آغا صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 498 دریافت فرمائیں۔

حاجی احمد نواز بلوچ: point of order جناب اسپیکر۔ یہ بہت اہم ایشو ہے۔ سوالات ہوتے رہتے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: کل آپ لوگوں کا یہ اعتراض تھا کہ سوالات نہیں ہوتے ہیں۔ جب ہم سوالات کی طرف آتے ہیں، میر ضیاء اللہ لانگو صاحب! ایک دفعہ سوالات کو جلد از جلد نمٹا دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی سیّد عزیز اللہ آغا صاحب آپ اپنا سوال نمبر 498 دریافت فرمائیں۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر زراعت): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆498 سید عزیز اللہ آغا، رُکن اسمبلی: <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 9 جون 2021ء</u>

کیا وزیر زراعت زراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ سال 19-2018ء تا 21-2020ء کے بجٹ میں محکمہ زراعت قلعہ عبداللہ کیلئے گریڈ 1 تا 15 کی کل کسقدر اسامیاں مختص کی گئی ہیں انکے نام اور گریڈ کی مالی سال وار تفصیل دی جائے۔ نیز ان اسامیوں پر تعینات کردہ ملازمین کے نام مع عہدہ اور علاقہ/ گاؤں کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر زراعت: جواب موصول ہونے کی تاریخ 8 اکتوبر 2021ء

1۔ توسیعی۔

سال 19-2018ء تا 21-2020ء کے بجٹ میں محکمہ زراعت توسیع قلعہ عبداللہ کیلئے گریڈ 1 تا 15 کی کل 11 اسامیاں مختص کی گئی ہیں اوران پرتا حال کوئی تعیناتی عمل میں نہیں لائی گئی ہے:۔

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ	تعداد
1	فیلڈ اسسٹنٹ	6	1
2	آکشنر	5	2

3	لیوی مین	1	2
4	مالی	1	2
5	چوکیدار	1	2
6	خاکروب	1	2
		کل تعداد	11

2 ۔زرعی تحقیق۔

عرض ہے کہ سال 19-2018ء تا 21-2020ء کے بجٹ میں محکمہ زراعت قلعہ عبداللہ کے لیے گریڈ 1 تا 15 کی اسامیوں کے حوالے سے فیلڈ اسسٹنٹ (BPS-06) کی کل 06 اسامیاں اور لیبارٹری اٹینڈنٹ (BPS-02) کی کل 02 اسامیاں مختص کی گئی ہیں جن پر تا حال بھرتی نہیں کی گئی ہے۔

3۔زرعی انجینئرنگ۔

19-2018ء تا 21-2020ء کے بجٹ میں محکمہ زرعی انجینئرنگ قلعہ عبداللہ کیلئے گریڈ 1 تا 15 کی کل اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔ 19-2018 میں کوئی اسامی مختص نہیں کی گئی۔

20-2019 میں مختص کی گئی اسامیوں کی تفصیل:

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ	تعداد
1	اسسٹنٹ کمپیوٹر آپریٹر	12	1
2	جونیئر کلرک	8	2
3	فورمین	11	1
4	مکینک	8	1
5	ڈوزر ڈرائیور	6	8

21-2020 میں مختص کی گئی اسامیوں کی تفصیل:

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ	تعداد
1	سیکورٹی اسسٹنٹ	12	1
2	اسسٹنٹ کمپیوٹر آپریٹر	12	1

3	سب انجینئر	11	1
4	جونیئر کلرک	11	2
5	فورمین	11	1
6	بلیک سمتھ	8	1
7	کرین آپریٹر	8	1
8	الیکٹرونک مکینک	8	1
9	لائن الیکٹریشن	7	1
10	مکینک	8	1
11	ڈوزر ڈرائیور	6	4
12	ایم ٹی ڈرائیور	4	2
13	ہیمر مین	2	1
14	ڈوز کلینر	2	3
15	چوکیدار	1	2
16	اسٹور قلی	1	1
17	خاکروب	1	1

قلعہ عبداللہ میں بھرتی کی مد میں اب تک کوئی تعیناتی عمل میں نہیں لائی گئی۔

4۔رجسٹرار کواپریٹیو سوسائٹیز۔ 4

محکمہ ہذا میں مالی سال 19-2018ء تا 21-2020ء میں حکومت کی جانب سے قلعہ عبداللہ کیلئے کوئی بھی اسامی مختص نہیں کی ہے تاہم پہلے سے موجود خالی اسامیوں پر سال 2018ء میں درج ذیل ایک تعیناتی عمل میں لائی گئی ہے:

نمبر شمار	نام مع عہدہ	علاقہ / گاؤں
1	سلمان اعجاز (سب انسپکٹر، بی۔5)	کوئٹہ

5۔شماریات سی۔آر۔ایس۔

مالی سال 21-2020 کے بجٹ میں محکمہ زراعت شماریات (سی آر ایس) کے لیے صرف قلعہ عبداللہ کے لیے ایک اسامی سنٹر گراپ رپورٹر گریڈ 11 کی ایک اسامی تخلیق کی گئی تھی جو کہ تاحال خالی ہے اور درج بالا اسامی خالصتاً پروموشن کوٹہ کی ہے۔

سیّد عزیز اللہ آغا: جناب اسپیکر! میں محترم منسٹر کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ اُنہوں نے میرے سوال کا جواب table کر دیا ہے لیکن جواب میں کچھ تشنگی باقی ہے وہ اس لحاظ سے کہ جتنی تفصیل دی گئی ہے شاید وہ ناکافی ہے۔ جناب منسٹر صاحب! اگر اس کی کچھ وضاحت فرما دیں میں اُن کا ممنون اور مشکور رہوں گا۔

میر اسداللہ بلوچ (وزیر زراعت): thank you جناب عزیز اللہ صاحب آپ کے جو سوالات ہیں ہماری ٹریژری بنچز کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ آپ معزز حضرات جو سوالات پوچھیں گے اُن کی تفصیل سے ہم آپ کو جوابات دیں۔ محکمے نے اپنی جانب سے جتنے بھی جواب دیئے ہیں اگر ان میں اگر آپ کے کہنے کے مطابق کوئی تشنگی ہے تو میں دوبارہ اپنے سیکرٹری سے اپنے ذمہ داروں سے بات کرتا ہوں اور اُن کی میٹنگ آپ سے کرواتا ہوں۔

سیّد عزیز اللہ آغا: thank you منسٹر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: سیّد عزیز اللہ آغا صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 499 دریافت فرمائیں؟

سیّد عزیز اللہ آغا: سوال نمبر 499

☆499 سیّد عزیز اللہ آغا، رُکن اسمبلی: <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 9 جون 2021ء</u>

کیا وزیر زراعت زراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، محکمہ زراعت ضلع پشین میں تعینات کردہ آفیسران واہلکاران کی کل تعداد کسقدر رہے ان کے نام مع ولدیت، عہدہ گریڈ اور جائے تعیناتی کی تفصیل دی جائے۔ نیز آفیسران کے زیر استعمال گاڑیوں کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر زراعت: _جواب موصول ہونے کی تاریخ 8 اکتوبر 2021ء

1۔ محکمہ زراعت توسیع پشین کے زیر استعمال گاڑیوں کی تعداد ایک عدد سنگل پک اَپ 2009 ماڈل QAU8292۔

2۔ محکمہ زراعت توسیع پشین کے ملازمین کی کل تعداد 176 مزید تفصیل ضخیم ہے۔ لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

میراسداللہ بلوچ(وزیرزراعت): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سیّدعزیزاللہ آغا: جناب اسپیکر! میں آپ کی good Chair کے توسط سے جناب اسد بلوچ صاحب جو میرے لیے انتہائی قابل احترام ہیں۔ اُن سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ میرا ڈسٹرکٹ پشین ہر لحاظ سے ایک پسماندہ ضلع ہے۔ اگر منسٹر صاحب پشین کے لیے ایک دن کا visit رکھ لیں۔ اور ہم گھوم پھر کر زرا اپنے جو با قاعدہ محکمے کے جو places ہیں اُن کا جائزہ لیں تو انشاء اللہ یہ بہتر رہے گا منسٹر صاحب سے میں یہ request کروں گا کہ وہ ایک دن متعین کرلیں تا کہ ہم پشین کا visit کرسکیں۔

وزیرمحکمہ زراعت: thank you آپ نے ہمیں اس قابل سمجھا کہ آپ کے علاقے میں ہم آئے visit کریں انشاءاللہ آپ کی دعوت پر ہم انشاءاللہ ضرور آئینگے۔

سیّدعزیزاللہ آغا: most welcome

جناب قائم مقام اسپیکر: میر زابد علی ریکی صاحب کے دو سوالات 534,756 انکو dispose off کر دیا جاتا ہے جوابات موصول ہو چکے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: نصراللہ خان زیرے صاحب آپ اپنا سوال نمبر 653 دریافت فرمائیں؟

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you مسٹر اسپیکر! سوال نمبر 653

☆653 جناب نصراللہ خان زیرے، رُکن اسمبلی: <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 17 اگست 2021ء</u>

کیا وزیر زراعت زراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، مالی سال 22-2021ء کے بجٹ میں محکمہ زراعت کیلئے گریڈ 16 تا 18 کل کتنی اسامیاں تخلیق کی گئی ہیں ان کے نام اور تعداد کی اسامی وار تفصیل دی جائے۔ نیز محکمہ مذکور اور بلوچستان پبلک سروس کمیشن میں پہلے سے خالی پڑی ہوئی اسامیوں کے نام اور تعداد کی اسامی وار تفصیل بھی دی جائے؟

وزیرزراعت: جواب موصول ہونے کی تاریخ 14 دسمبر 2021ء

اس ضمن میں تحریر ہے کہ محکمہ زراعت توسیعی میں مالی سال 22-2021 کے بجٹ میں گریڈ 16 تا 18 کی کوئی اسامیاں تخلیق نہیں کی گئی ہیں نیز محکمہ نے بلوچستان پبلک سروس کمیشن میں جو خالی اسامیاں بھیجی ہیں جن کی تفصیل ضخیم ہے لہٰذا اسمبل لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

وزیرمحکمہ زراعت: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: 653 پر جناب اسپیکر صاحب! میں فاضل منسٹر صاحب سے اُن کا جواب

اُنہوں نے لکھا ہے کہ کچھ اسامیوں کو اب تک پبلک سروس کمیشن نہیں بھیجا گیا ہے۔ جب پوسٹیں ہیں تو ابھی تک کیا اس میں رکاوٹ ہے کہ ابھی تک وہ پوسٹیں نہیں بھیجی گئی ہیں۔

وزیر محکمہ زراعت: ان پوسٹوں کے حوالے سے، rules of business کے حوالے سے، آپ تو ایک پرانے پارلیمنٹرین ہیں آپ کو پتہ ہے عرض کرتا چلوں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اگر آپ تھوڑا زور سے بولیں میں نہیں سن پا رہا ہوں۔

وزیر محکمہ زراعت: ماشاءاللہ آپ کی آواز ہماری نہیں ہے میں تو اس لیے ماشاءاللہ کر رہا ہوں کہ نظر نہ لگے۔ تو جناب! آپ نے جو سوال raise کیا ہے بہت صحیح ہے knowledge ہونا چاہئے تھا تمام ہمارے ساتھیوں کو۔ ہمارے rules of business میں ایک طریقہ کار ہوتا ہے کہ promotion quota جب complete ہوتا ہے تو اُس کے بعد ہم اُس کو کمیشن میں بھیجتے ہیں تو اس میں کچھ promotion کے حوالے سے ایسی چیزیں ہیں وہ complete نہیں ہوئی ہیں اس لیے وہ ہم نے آگے نہیں بھیجیں۔ کیونکہ اگر ہم اس formality کو ہم complete نہ کریں تو بعد میں جو حقدار ہیں وہ کورٹ میں جائینگے پھر سارا سلسلہ رک جائیگا آپ اس کو بہتر سمجھتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ٹھیک ہے thank you

جناب قائم مقام اسپیکر: جناب نصراللہ خان زیرے صاحب آپ اپنا سوال نمبر 750 دریافت فرمائیں؟

جناب نصراللہ خان زیرے: سوال نمبر 750

☆**750 جناب نصراللہ خان زیرے، رُکن اسمبلی:** نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 31 اگست 2021ء

کیا وزیر زراعت زراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ محکمہ زراعت میں سال 2018ء تا 2020ء کے دوران تعینات کردہ گریڈ 1 تا 15 کے ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، شناختی کارڈ نمبر اور لوکل/ ڈومیسائل کی سال وضلعوار تفصیل دی جائے۔ نیز مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع کوئٹہ سے تعلق رکھنے والے تعینات کردہ ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، شناختی کارڈ نمبر اور لوکل/ ڈومیسائل کی سال وار تفصیل بھی دی جائے:

وزیر زراعت: جواب موصول ہونے کی تاریخ 6 جنوری 2022ء

محکمہ زراعت توسیع میں مالی سال 2018ء تا 2020ء کے دوران گریڈ 1 تا 15 کی کوئی تعیناتی عمل میں نہیں لائی گئی۔ مزید تفصیل ضخیم ہے لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

وزیر محکمہ زراعت: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ٹھیک ہے مسٹر اسپیکر! فاضل وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ گریڈ 1 تا 15 کوئی تعیناتی عمل میں نہیں لائی گئی ہے تو اس دوران کوئی appointment ہوئی آپ کے ڈیپارٹمنٹ میں گریڈ 1 سے لیکر گریڈ 15 تک؟

وزیر محکمہ زراعت: میرے محکمہ کی جانب سے ذمہ داروں نے جو رپورٹ دی ہے یقیناً ایسا ہی ہے۔ اگر ایسا ہوا تو اس کے ردعمل میں انشاءاللہ ضرور کارروائی ہوگی آپ مطمئن رہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ٹھیک ہے thank you مسٹر اسپیکر!

جناب قائم مقام اسپیکر: جناب نصیر احمد شاہوانی صاحب چونکہ نہیں آئے ہیں جواب موصول ہو چکا 774 اس کو dispose off کر دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: مولوی نوراللہ صاحب بھی آج نہیں آئے ہیں اُن کا بھی جواب آ گیا ہے تو اُن کو بھی dispose off کر دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: نصراللہ خان زیرے صاحب! پچھلے اجلاس میں آپ نے لائیو اسٹاک سے متعلق سوال کیا تھا جس پر محکمے کی طرف سے رپورٹ آگئی ہے۔ آپ کو table کر دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: توجہ دلاؤ نوٹسز۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جناب ثناءاللہ بلوچ صاحب! آپ اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

جناب ثناءاللہ بلوچ: بسم اللہ الرّحمٰن الرَّحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب! وزیر برائے محکمہ داخلہ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کروائیں گے کہ مورخہ 02 اگست 2022ء کی صبح 2 بجے ضلع خاران میں حاجی ثناءاللہ شاہوانی کے گھر پر چھاپہ اور اس کے نتیجے میں دو معصوم نوجوانوں کی شہادت اور ان کے ایک بیٹے کو لاپتہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟ دریں اثنا گزشتہ دو مہینوں سے بلوچستان سمیت خاران میں امن وامان کی صورتحال کو دانستہ طور پر خراب، بیگناہ افراد کے قتل اور اغوا کی روک تھام کی بابت حکومت نے اب تک کیا اقدامات کیے ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی وزیر داخلہ صاحب۔

میر ضیاءاللہ لانگو (مشیر وزیر اعلیٰ برائے محکمہ داخلہ وقبائلی امور): اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ

الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ جناب! میں نے CTD سے بھی رپورٹ منگوائی تھی وہ بھی آئی ہے جو آپ کی table پر بھی رکھی ہوئی ہے۔تو معزز رکن نے جو باتیں کی ہیں وہ بالکل مختلف ہیں۔تو وہ ہمارے office بھی آئے تھے ہمارے پاس آئے تھے کہ آپ اس کے لیے کوئی جوڈیشل کمیشن کا اہتمام کرلیں۔تو اس کا جو اختیار ہے وہ وزیراعلیٰ صاحب کے پاس ہے۔وہ سمری بھیجتے ہیں چیف جسٹس کے پاس۔تو اُنہوں نے وزیراعلیٰ صاحب سے بات کی ہے وہاں، ٹیلیفون کے ذریعے تو وہاں اُنہوں نے کہا کسی بھی قسم کے کمیشن کی ضرورت ہوئی وہ ہم بنالینگے۔

جناب ثناءاللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! اسمیں، شکریہ ضیاء صاحب جس طرح کیونکہ یہ واقعہ اُس دن پیش آیا میں خاران میں خود موجود تھا۔آپ کو یاد ہے ژوب میں بھی ایک واقعہ ہوا جس کے لیے جوڈیشل کمیشن بنا اور اُس کی رپورٹ شاید ابھی کچھ دنوں میں آنی ہے اور قیاس آرائیاں یہی ہیں کہ اُس میں بھی جو معصوم چار بھائی تھے یا نوجوان تھے اُن کو شہید کردیا گیا۔اِسی طرح میرے علاقے میرے ضلع میں میں نے اِسی لیے یہ بات کی کہ دانستہ طور پر میرے ضلع میں جو قدرے پرامن ضلع بلوچستان کا وہاں لیویز دفعدار عبدالرحمٰن ہمارے بہت ہی اچھے قابل ایک انسپکٹر عید محمد حسنی صاحب اور ایک اور نوجوان تھا محراب کبدانی، اُس کو بھی اس دوران تقریباً کوئی ایک مہینہ یا پندرہ بیس دن پہلے کے واقعات ہیں کہ اُس کو شہید کردیا گیا۔سر! میرا یہی تھا کہ جب تک آپ جوڈیشل کمیشن نہیں بنائینگے کیونکہ پولیس کی اپنی ایک رپورٹ ہوتی ہے یا CTD کی رپورٹ ہوتی ہے یا کسی اور ادارے کی ہوتی ہے، وہ ادارہ اپنے آپ کو اُس میں بالکل ایک قسم کا بے قصور ثابت کروانے کی کوشش کرتا ہے۔ہماری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ لوگوں کا قانون اور انصاف پر اعتماد بحال ہو۔اور اُس میں بحال ہونے کی سب سے بنیادی وجہ یہ ہے کہ ایسے واقعات کی روک تھام ہونی چاہیے تھی۔میں نے اُس دن بھی یہ بات کی اگر کسی بھی ادارے کو کوئی بھی بلوچستان کا نوجوان مطلوب ہے تو جب ہم منتخب نمائندے وہاں ہیں، اگر ہماری بات سنی نہیں گئی ہمیں عزت نہیں دی گئی یا ہمارے کہنے پر کسی بھی شخص نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیا اور قانون کے ساتھ تعاون نہیں کیا، ہم اُس کے لیے یہاں آواز نہیں اٹھائینگے۔لیکن کم از کم ان منتخب نمائندوں کی تو اتنی حیثیت ہونی چاہیے۔ایک واقعہ ابھی کل پرسوں حاجی احمد نواز صاحب کے ساتھ ہوا ہے اُس کا ذکر ہم نہیں کرنا چاہیں گے ہمارے ایم پی اے صاحب کے ساتھ۔تو یہ ہے کہ ایک منتخب نمائندے کی اہمیت اور عزت اور حیثیت اُسکو آپ نے اُس علاقے میں سمجھنا ہوگا۔ہم رپورٹس پر رپورٹس اس طرح کی۔تو شکریہ آپ کا، اِس پر وزیراعلیٰ صاحب سے ہماری دو دفعہ بات ہوئی آج میرے خیال میں اسمبلی آنے سے پہلے بھی میری اور ضیاء جان دونوں کی بات ہوئی۔اُنہوں نے جوڈیشل کمیشن بنانے پر اتفاق کیا ہے اُنہوں نے اس کا فیصلہ کیا ہے۔لیکن اُمید یہ ہے کہ اس کو

جلداز جلد بنایا جائے۔اور تیسری بات یہ ہے کہ اُس کا ایک بیٹا ابھی تک لا پتہ ہے اُس کو بھی منظر عام پر لانا چاہیے اگر اُس کے خلاف کوئی کیس ہے تو بھی اُس کو منظر عام پر لانا چاہیے۔اُن کیسز کے حوالے سے دفاع کریں گے۔اُسی کے گھر پر چھاپہ ہوا۔تو لہٰذا ہمارے علاقوں میں فورسز کے حوالے سے جو لوگوں میں خدشات ہیں اُن کو ختم کرنے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ اس جوڈیشل کمیشن کو جلد از جلد تشکیل دیا جائے۔اور اس کی کم ازکم جو بھی کارروائی ہوگی یا اُس کی معلومات ہونگی یا اُس کی رپورٹ ہوگی وہ شائع کی جائے۔شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اس توجہ دلاؤ نوٹس کوایک دفعہ نمٹا دیں اُس کے بعد اِس پر صرف محرک بات کرسکتا ہے۔point of order پر پھر بعد میں آپ بات کرنا چاہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب آپ اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر!وزیر برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کرواتا ہوں کہ معزز عدالت عالیہ بلوچستان نے مورخہ 31 مارچ 2021ء کو دوران سروس فوت شدہ سرکاری ملازمین کے لواحقین کو سرکاری نوکری یا کوٹہ پر فوری عملدرآمد کرنے کی بابت ضروری قانون سازی کرنے کی ہدایت کی تھی۔مگر افسوس کہ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود تاحال حکومت کی طرف سے اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا ہے۔جبکہ باقی صوبوں میں دوران سروس فوت شدہ سرکاری ملازمین کے لواحقین کے لئے باقاعدہ کوٹہ مختص کیا گیا ہے۔جس سے فوت شدہ سرکاری ملازمین کے لواحقین مستفید ہو رہے ہیں۔ لہٰذا حکومت بلوچستان نے اس بابت معزز عدالت عالیہ بلوچستان کی ہدایات کی روشنی میں اب تک کیا اقدامات کیے ہیں،تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر!ایسا ہے کہ یقیناً بہت سارے ایسے ملازمین ہیں جو دوران سروس اُن کی موت واقع ہو جاتی ہے،وہ جاں بحق ہو جاتے ہیں۔پھر ہائی کورٹ میں یہ کیس چلا معزز عدالت عالیہ نے اپنے فیصلے میں جو 21 مارچ کو ہوا تھا، 31 مارچ 2021ء کو ہائی کورٹ نے حکومت کو واضح احکامات جاری کیے تھے کہ اس سلسلے میں قانون سازی کی جائے۔اس لیے جناب اسپیکر!کہ ہمارے سامنے یہ ہائی کورٹ کا یہ فیصلہ مَیں آپکے ہاؤس کی ملکیت،آپ کے حوالے کرتا ہوں۔اسی طرح وفاق نے پہلے ہی اس پر عملدرآمد شروع کیا ہے۔وفاق کے جو ملازمین دوران ملازمت جاں بحق ہوتے ہیں،اُن کے لواحقین میں سے کسی کو اُن کی جگہ لگا دیتے ہیں۔اسی طرح میرے پاس سندھ حکومت کا یہ حکمنامہ موجود ہے کہ سندھ حکومت نے بھی اس پر عملدرآمد کیا ہے۔ اسی طرح خیبر پختونخواہ کا یہ فیصلہ میرے پاس موجود ہے اور پنجاب حکومت نے بھی اس پر عملدرآمد شروع

کیا ہے، جو ملازمین تینوں صوبوں میں، وفاق میں، جو دوران ملازمت، جو ملازمین وفات کر چکے ہیں اُن کی جگہ اُن کے ورثاء میں سے کسی کو تعینات کیا جاتا ہے۔ لیکن ہماری حکومت کو ہائی کورٹ نے کہا ہے ایک عدالت نے کہا ہے عدالت کا حکم ماننا constitution کے مطابق، اُس کی روشنی میں یہاں حکومت پر فرض ہوتا ہے مگر حکومت اُس پر عملدرآمد نہیں کر رہی ہے۔ ایس اینڈ جی اے ڈی ہمارا ڈیپارٹمنٹ ہے اُس کا کام یہی ہوتا ہے کہ وہ ہائی کورٹ کے جتنے بھی فیصلے آتے ہیں اُس پر عملدرآمد کے لئے وہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو لکھ کے قانون سازی کرے۔ لیکن اب تک ہمارے بیچارے آپ کی اسمبلی کا ایک ملازم تھا یہاں اُس کا والد ملازم تھا وہ بیچارہ مر گیا پھر اُس کا بیٹا بھرتی ہوا وہ بیچارا آٹھ سال کے بعد مر گیا اب اُس کے خاندان میں کوئی بندہ نہیں ہے کہ اُن کی کفالت کر سکے۔ تو میری request یہ ہوگی حکومت سے اگر ان معزز وزراء میں سے کوئی اس کا جواب دینے کے لیے تیار ہے اور یا پھر آپ کی good Chair سے میری request ہوگی کہ آپ اس حوالے سے رولنگ دے دیں حکومت کو کہ وہ اُن کو ٹائم دے دیں ایک مہینے کا وقت دے دیں کہ وہ ایک مہینے میں جا کر کے یہ ہائی کورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد کرائے، قانون سازی کرے تا کہ یہ ہمارے لوگ بیچارے جو در بدر پھر رہے ہیں اسمبلی میں بھی ہیں اسمبلی کے باہر بھی ہیں، مختلف ڈیپارٹمنٹس میں سے ہیں اُن کے والدین دوران سروس وہ فوت ہو چکے ہیں اُن کا حق بن رہا ہے، کم از کم ایک بندہ تو اُن کا گھر کا ایک بیٹا یا بیٹی اُس ملازمت پر لگ جائے۔ میری request ہوگی آپ سے کہ آپ اس سلسلے میں رولنگ دے دیں۔

سیّد احسان شاہ (وزیر برائے صحت): جناب اسپیکر! مَیں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی شاہ صاحب۔

وزیر برائے صحت: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ معزز رکن نے بڑے اہم اور میں سمجھتا ہوں کہ انسانی ہمدردی کے حوالے سے بھی ایک اہم نکتے پر بات کی ہے۔ اور میرے پاس دوست آئے تھے جو اس سے متاثر ہوئے تھے ہائی کورٹ کا فیصلہ لے کر۔ تو میں انشاءاللہ وتعالیٰ معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم ایس اینڈ جی اے ڈی کو direct کریں گے کہ اس سے متعلق قانون سازی کی جائے اور جس طرح پہلے اور باقی صوبوں میں sister provinces میں جو قوانین ہیں وہ یہاں بھی لاگو کیئے جائیں۔ اس میں جناب والا! پہلے تو تھا لیکن شاید نواب ذوالفقار مگسی صاحب جب چیف منسٹر تھے اُس وقت یہ قانون ختم کیا گیا۔ اور اُس کے بعد اُس کی وجہ یہ تھی کہ جی ایک ہی خاندان کا پھر جب تک کہ وہ خاندان ایک ہی خاندان کا قبضہ ہوتا ہے اُس پوسٹ پر۔ ہاں البتہ اُنہوں نے یہ کیا تھا کہ جب وہ انٹرویو وغیرہ دیں گے تو انٹرویو میں جو اُن کے لواحقین ہیں اُن کو دس نمبرز زیادہ دیے

جائیں گے، یہ فیصلہ تھا اُس قوانین میں لیکن میرے خیال میں اس قوانین کو انسانی ہمدردی کے تحت بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ اور مَیں یقین دلاتا ہوں انشاء اللہ ہم اس کو بھیج دیں گے، ایس اینڈ جی اے ڈی، شکریہ جناب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق گورنمنٹ آف بلوچستان سے بھی مَیں یہ کہوں گا کہ اِس پر جلد سے جلد قانون سازی کی جائے۔ اور سیکرٹری صاحب! آپ اِس سے متعلق جو ہے چیف سیکرٹری صاحب کو بھی اسمبلی کی چیئر کے حوالے سے بتادیں کہ اِس پر جو ہے جلد سے جلد قانون سازی ہونی چاہیے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر!

جناب قائم مقام اسپیکر: جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: منسٹر ہیلتھ صاحب نے اُس دن کہا تھا کہ جو برازیل کی ایک ویڈیو وائرل ہوئی تھی، اُس سے متعلق آپ نے منسٹر ہیلتھ صاحب سے کہا تھا کہ اِس بارے میں تحقیقات کریں۔ منسٹر صاحب نے شاید اس حوالے سے کوئی تحقیقات کی ہے رپورٹ پیش کریں آپ کی اجازت سے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی منسٹر ہیلتھ صاحب۔

وزیر برائے صحت: شکریہ جناب اسپیکر۔ اُس دِن ہاؤس کے فلور پر جناب اسپیکر کی چیئر سے رولنگ دی گئی تھی کہ اس واقعہ کی تحقیقات کی جائیں۔ اِس میں دو واقعات ہوئے تھے۔ ایک تو جناب والا! وہ جو ایک خاتون کی جو وائرل ویڈیو تھی اُس پر تو مزید تحقیقات کرنے کی ضرورت ہے، اُس میں یہ شبہ بھی ہے کہ شاید ذاتی دشمنی کی بنیاد پر یہ پولیس کو جائے گی اور وہ investigate کرے گی، جب وہ investigation ہوگی تو میں دوبارہ اُس مسئلے پر آتا ہوں پھر اسمبلی کے فلور پر انشاء اللہ اور اسمبلی کو inform کروں گا۔ لیکن جناب والا! جو دوسری ویڈیو تھی جس میں کہ وہ شرمناک قسم کی ویڈیو تھی اُس پر جناب والا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شاہ صاحب!! اذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ اذان عصر)

جناب قائم مقام اسپیکر: جی شاہ صاحب۔

وزیر برائے صحت: جناب والا! جو دوسری شرمناک ویڈیو تھی اُس پر ابتدائی تحقیقات کے مطابق وہ جناب پاکستان کی ویڈیو ہے ہی نہیں۔ وہ دو مہینے پہلے، یہ برازیل کی ویڈیو ہے، برازیل میں یہ ویڈیو آئی تھی کسی ہسپتال کی اُس کو لگتا یوں ہے کہ ذاتی رنجش کی بنا پر یا اُس ہسپتال کو بدنام کرنے کیلئے انہوں نے اس کے ساتھ لنک کیا، یہ ہمارے لوگ جو پرائیویٹ ہسپتال ہے۔ تو جو ابتدائی تحقیقات ہے، اس میں یہ سامنے آئیں۔ اور اس کے علاوہ

ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے جناب! اس وڈیو کے متعلق چیف سیکرٹری کو لکھ دیا ہے کہ وہ فیڈرل ایجنسی جو ایف آئی اے ہے اس کو ہم نے لکھا ہے کہ وہ تحقیقات کریں کہ یہ originally کہاں سے initiate ہوئی ہے وڈیو، تا کہ اُس اصل culprit تک پہنچا جائے جس نے یہ وڈیو یہاں کے پرائیوٹ ہسپتال کی دکھا کے لوگوں کے اندر اور معاشرے کے اندر ایک بے چینی سی پیدا کی ہے پرائیویٹ ہسپتال کے متعلق ۔ تو یہ جناب والا! ابتدائی معلومات تھیں اور دوسری وڈیو پاکستان کی ہے نہیں، لیکن ہم اس تک پہنچیں گے جس نے یہ کیا ہے انشاءاللہ ایف آئی اے کے تھرو۔ یہ معلومات میں نے اس دن گزارش کی تھی کہ میں پہنچاؤں گا یہی معلومات ہیں۔ اور جناب! میں ایک اور ریکویسٹ کرنا چاہوں گا کہ اگر جناب کی جانب سے بھی ایک رولنگ آئے اور ایف آئی اے کی ایجنسی سے کہا جائے کہ جس طرح آپ کو چیف سیکرٹری بلوچستان نے اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے لکھا ہے، وہ جلد سے جلد تحقیقات کر کے وہ رپورٹ مہیا کرے ہیلتھ کو اور چیف سیکرٹری بلوچستان کو، اگر آپ کی جانب سے یہ رولنگ آئے تو ہمیں ہمارے کیس کو strengthen ملے گی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: صحیح ہے شاہ صاحب، اِس پر جو investigation کرا رہے ہیں اُن کو یہاں سے ہدایت دیتے ہیں ہم کہ جلد سے جلد جو ہے انکوائری کمپلیٹ کر کے محکمے کو فراہم کی جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: سیکرٹری صاحب! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار محمد صالح بھوتانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج اور 15 اگست کی نشستوں میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر اکبر اسکانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ملک سکندر خان ایڈووکیٹ صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی محمد نواز خان کاکڑ صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت نامنظور کی جاتی ہے۔لیکن یہ ہے کہ اختر حسین لانگو اور اصغر ترین نے اِس پر کہا ہے کہ نامنظور کی جائے۔

سیکرٹری اسمبلی: مولوی نوراللہ صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ لیلیٰ ترین صاحبہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زینت شاہوانی صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ بانو خلیل صاحبہ نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب قائم مقام اسپیکر: محترمہ شاہینہ کاکڑ صاحبہ،رکن اسمبلی! آپ اپنی قرارداد نمبر **146** پیش کریں۔

محترمہ شاہینہ کاکڑ: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ ہرگاہ تحصیل مسلم باغ جو ایک کثیر آبادی پر مشتمل علاقہ ہے اور اس وقت اس کی آبادی تقریباً 1 لاکھ 80 ہزار نفوس پر مشتمل ہے، تحصیل مسلم باغ دو سب تحصیلوں لوئی بند اور کان مہترزئی پر مشتمل ہے، اور اس کا آخری بارڈر ضلع پشین سے ملتا ہے۔چونکہ تحصیل مسلم باغ دُور دراز پہاڑی علاقوں پر مشتمل اور لوگوں کو اپنے روزمرہ کے کاموں کے سلسلے میں قلعہ سیف اللہ جانے میں کافی مشکلات اور دشواری کا سامنا ہے۔لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ علاقے کے لوگوں کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے تحصیل مسلم باغ کو ضلع کا درجہ دینے کیلئے عملی اقدامات کرنے کو یقینی بنایا جائے تاکہ لوگوں کی مشکلات کا ازالہ ممکن ہو سکے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: قرارداد پیش ہوئی۔اِس کی admissibility کی وضاحت فرمائیں؟

محترمہ شاہینہ کاکڑ: جناب اسپیکر صاحب! جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ تحصیل مسلم باغ بہت بڑی آبادی پر مشتمل ہے اور تاریخی لحاظ سے پرانی تحصیل ہے، سب تحصیلوں میں تحصیل مسلم باغ کو لوئی بند اور بادینی کے مقام پر افغانستان کے بارڈر اور یہاں دوسرا کان مہترزئی ضلع پشین سے ملتا ہے۔تو جناب اسپیکر صاحب! صوبے کے اکثر اضلاع تحصیل مسلم باغ کی آبادی مختلف اضلاع سے زیادہ آبادی پر مشتمل ہے اور آبادی بہت زیادہ ہے مگر یہاں ہمارے مسلم باغ تحصیل کا اور یہاں پر ضلع بنانے کی ہم لوگ قرارداد لائے ہیں۔اور یہاں کی تحصیل کی بات کرلوں مجھے یہاں مختلف اضلاع جو ہیں مجھے ہمارے باقی اضلاع پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔اور یہاں کی تحصیل مسلم باغ آبادی کے لحاظ سے اور قلعہ سیف اللہ کے دُور دراز پہاڑی علاقوں پر لوگ آباد ہیں اور لوگوں کے روز مرہ کے کاموں میں کافی مشکلات ہیں۔تو جناب اسپیکر صاحب! صوبائی حکومت سے استدعا ہے کہ وہ تحصیل مسلم باغ کو ضلع قرار دینے کے اقدامات کو یقینی بنائے اور وہاں کے لوگوں کے روزمرہ کاموں میں مشکلات پیدا نہ ہوجائیں۔شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔زمرک خان بات کرلیں انہوں نے پہلے کہا تھا، پھر آپ بات کرلیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر برائے خوراک): شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔جناب اسپیکر! شاہینہ بی بی نے جو قرارداد پیش کی ہے میں تھوڑی سی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں، حقیقت میں ایک ممبر کی حیثیت سے اگر بلوچستان کو اب دیکھا جائے پاکستان میں سب سے زیادہ آبادی پر مشتمل صوبہ ہے۔اور ہمیشہ جو ہمارے کنٹرول سے نکل جاتا ہے امن وامان کی صورتحال ہے، ڈویلپمنٹ کی صورتحال ہے، یہ آپ اگر سمجھیں ہمارے پاس جو کمی بیشی ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ ہمارے اضلاع اتنے وسیع ہیں کہ وہاں ایک ڈپٹی کمشنر اگر بیٹھا ہے وہاں آپ کی ایڈمنسٹریشن ہے، وہاں آپ کا ایجوکیشن ہے، ہیلتھ کا جو بھی اسٹاف ہے وہ اس کے کنٹرول کرنے میں زیادہ تر ناکام رہتے ہیں۔اُس کا مسئلہ یہی ہے کہ ہمارے اگر آپ پہلے ضلع لیتا ہے ایک ضلع یہاں سے دیکھیں تفتان تک ہوتا تھا چاغی، پھر اس کے بعد اگر آپ یہ قلعہ سیف اللہ کو دیکھ لیں تو یہ ژوب سے لے کے افغانستان بارڈر اور یہاں پشین کے ساتھ، زیارت کے ساتھ، لورالائی کے ساتھ، بہت بڑا ضلع ہے یہ۔اور اس طرح اور بھی بلوچ ایریا میں، پشتون ایریا میں ہمارا قلعہ عبداللہ بھی آپ دیکھ لیں دو ہوگئے لیکن ایک بڑا ضلع تھا، پشین دو ہوگئے ایک بڑا ضلع تھا، اس طرح میں کہتا ہوں کہ as a whole قلعہ سیف اللہ کو تو ہونا چاہیے، جس طرح مسلم باغ ہے، لوئی بند ہے، ان کو اگر دو لاکھ آبادی پر آپ ضلع بنائیں گے تو اسی طرح تمام بلوچستان میں، آپ گوادر سے لیکر تربت کو دیکھ لیں اگر وہاں کے لوگ خوش ہوں تو وہاں اضلاع بنائے جائیں، وہاں پر چھوٹے چھوٹے اس طرح

کے ڈسٹرکٹس بنائے جائیں کہ ایک ڈپٹی کمشنر اگر ایک کمشنر ڈویژن بن جائے اور اس کے ساتھ چار، پانچ ڈسٹرکٹس ہوں۔تو آپ اس کو صحیح طریقے سے کنٹرول کر سکتے ہیں۔ابھی تو ہم بجلی بھی نہیں لے جا سکتے ہیں ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں تک اتنے کلومیٹر تک distance ہے کہ ہماری وہاں تک بجلی پہنچنا، روڈ پہنچنا جناب اسپیکر! یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔اور ہمارے جو فنڈز ہیں، این ایف سی میں ہمارا جو تقسیم ہوتا ہے وہ بھی صوبے کے لیول پر آبادی کو دیکھ کے اور صرف، غربت کو نہیں دیکھتے ہیں، ایریا کو نہیں دیکھتے ہیں۔جب ہم اضلاع بنائیں گے ، ہماری تقسیم بڑی ہوگی، تو ہم وفاق سے بھی دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہمارے اگر 32 کی بجائے ہمارے 40 اضلاع بن جائیں، ہمارے 45 اضلاع بن جائیں تو ہم زیادہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ جی ہمارے ضلعوں میں ہمیں اسکول کی ضرورت ہے ہمیں ہسپتالوں کی ضرورت ہے، امن وامان کو آپ صحیح طریقے سے کنٹرول کر سکتے ہیں، جتنا محدود ہوگا اتنا آپ اس کو صحیح طریقے سے کنٹرول کر سکتے ہیں۔یہی تو ہمارا مسئلہ ہے کہ میں صوبائی حکومت میں خاص کر ہمارے جتنے دوست بیٹھے ہوئے ہیں، چاہے وہ اپوزیشن کے ہیں چاہے وہ ہمارے ٹریژری کے ہیں، میں ان سے کہتا ہوں کہ جتنا ہم اس پر ورک کر لیں ہمارے پاس اگر ایک سال کا عرصہ ہے، تو ہم تو کہتے ہیں کہ اس کو ہم اتنے اضلاع بنائیں کہ ہمارا کوٹہ بھی وفاق میں بڑھ جائیگا، ہماری سروسز بھی بڑھ جائیگی، ہمارا حق بھی بڑھ جائیگا، ہمارے فنڈز بھی بڑھ جائینگے، divisible pool میں ہمارا جو حصہ ہے اُس کو بھی ہم بڑھا سکتے ہیں۔تو یہ میرے خیال سے ایک صحیح عمل ہوگا۔اور اس عمل کو اگر ہم جاری رکھیں اور کیبنٹ میں ہمارے دوست اس پر بات کریں اور وزیراعلیٰ کو ہم اعتماد میں لے لیں تو ہم اس کو زیادہ بنانے کی کوشش کریں گے۔اور یہ خاص کر جو شاہینہ بی بی نے جو اسپیشل جو مسلم باغ کیلئے جو آواز اٹھائی ہے تو ہم اُن کے ساتھ ہیں اور اِس کو تو بننا چاہیے اور باقی بھی بننا چاہیے۔بڑی مہربانی جناب اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ، جی نصر اللہ خان زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر صاحب۔یقیناً جو قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے میں اپنی طرف سے، اپنی پارٹی پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کی جانب سے اِس قرارداد کی بھرپور تائید وحمایت کرتا ہوں۔یقیناً مسلم باغ ایک بہت وسیع وعریض تحصیل ہے ضلع قلعہ سیف اللہ کا۔جو دو سب تحصیل، لوئی بند اور کان مہترزئی پر مشتمل ہے۔جس کی آبادی تقریباً ایک لاکھ 80 ہزار افراد پر مشتمل ہے۔اس کے علاوہ مسلم باغ وہ تمام لوازمات جو ایک ڈسٹرکٹ کے لئے درکار ہیں، وہ تمام لوازمات مسلم باغ تحصیل پورے کرتی ہے۔مسلم باغ تحصیل میں جناب اسپیکر! گورنمنٹ ڈگری کالج وہاں موجود ہے۔وہاں گورنمنٹ پولی ٹیکنیک کالج موجود ہے۔

وہاں گرلز پولیٹکنک کالج موجود ہے۔اسی طرح وہاں ہسپتال موجود ہے۔وہاں انگریز کے دَور سے لیکر اب تک وہاں اسسٹنٹ کمشنر بیٹھتا تھا،تحصیلدار بیٹھتا ہے۔اُن کا آفس وہاں موجود ہے۔مسلم باغ شہر میں شہید عثمان خان کاکڑ فٹبال اسٹیڈیم ہے۔اور اُس کے ساتھ وہاں کرکٹ اسٹیڈیم بھی موجود ہے۔اسی طرح جو آبادی ہے وہ آبادی ہے اس سلسلے میں بلکہ ناں صرف مسلم باغ اس قابل ہے کہ اسے فوری طور پر حکومت ضلع کا درجہ fulfill دیدے بلکہ اس بات کا بھی مسلم باغ متقاضی ہے اِس بات کا بھی مسلم باغ حقدار ہے کہ اِس کی ایک لاکھ 80 ہزار آبادی ہے، اپنا الگ صوبائی اسمبلی کے سیٹ کا بھی حقدار ہے۔اس لئے کہ ہماری بہت ساری سیٹیں ہیں۔جو بہت کم آبادی پر مشتمل ہیں۔اب آپ خود سوچ لیں ایک لاکھ 80 ہزار آبادی پر مسلم باغ اور قلعہ سیف اللہ ملا کر کے تین لاکھ 42 ہزار آبادی پر ایک صوبائی اسمبلی کی سیٹ ہے، جو یقیناً مسلم باغ کے عوام کے ساتھ ظلم ہے۔اور اسی طرح قلعہ سیف اللہ کے ساتھ ظلم ہے کہ اتنی بڑی آبادی پر ایک صوبائی اسمبلی کی سیٹ ہے۔تو مَیں نہ صرف یہ مطالبہ کرونگا کہ مسلم باغ کو جلد از جلد ضلع بنایا جائے حکومت نوٹیفکیشن کرے بلکہ مسلم باغ کی الگ اپنی ایک صوبائی اسمبلی کی سیٹ ہو، جو اس کا حق بن رہا ہے ایک لاکھ 80 ہزار نفوس پر مشتمل، آبادی تو اسے ایک الگ اپنی ایک صوبائی اسمبلی کی سیٹ بھی ہونی چاہیے۔اور یقیناً مسلم باغ کے عوام کی اکثریت پہاڑوں پر بھی رہتی ہے لیکن زیادہ تر لوگ جو شہری لوگ ہیں وہ تعلیم یافتہ لوگ ہیں، اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں، ڈاکٹرز ہیں، انجینئرز ہیں، بڑے بڑے عہدوں پر بھی ہیں۔اور اِس صوبے کو مسلم باغ نے بہت بڑی شہرت بھی دی ہے۔اور میری تجویز ہے کہ چونکہ شہید عثمان خان کاکڑ کے جنازہ میں لاکھوں عوام نے شرکت کی تھی جو مسلم باغ کا ایک بہت نہ صرف صوبے کا ایک بہت بڑا قومی سرمایہ وہ تھا اور ہے، تو اسی لئے مسلم باغ کو ضلع کو شہید عثمان خان کاکڑ کے نام سے منسوب کیا جائے۔اِس لئے کہ اُن کی جو اعلیٰ خدمات ہیں وہ اِسکے عِوض اس کا نام بھی رکھا جائے۔تو مَیں محترمہ کی اِس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں کہ مسلم باغ کو فی الفور ضلع کا درجہ دیا جائے، thank you جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب۔بلیدی صاحب کے بعد پھر آپ بات کرلیں۔

میر ظہور احمد بلیدی: شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آپ قرارداد پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میر ظہور احمد بلیدی: جی۔جناب اسپیکر! ہماری رکن اسمبلی نے جو مسلم باغ کو ڈسٹرکٹ قرار دینے کے حوالے سے قرارداد پیش کی ہے، انتہائی معقول ہے۔اور وقت کا تقاضہ بھی یہی ہے۔جناب اسپیکر! بلوچستان پورے ملک کا تقریباً 44 فیصد land-mass کے حوالے سے بنتا ہے اور آبادی انتہائی کم ہے۔جو ہمارے ملک

کی آبادی کے لحاظ سے پانچ فیصد ہماری آبادی بنتی ہے۔اور تقریباً صوبہ manageable نہیں رہا ہے land-mass اتنی زیادہ ہے ڈسٹرکٹس ہمارے اتنے بڑے ہیں یونین کونسل اتنی بڑی ہیں کہ انتظامی حوالے سے کافی دشواریاں پیدا ہورہی ہیں۔ ابھی تو فی الحال 33 ڈسٹرکٹس بن چکے ہیں لیکن اِس صوبے میں مزید ڈسٹرکٹس بنانے کی گنجائش موجود ہے۔ جناب اسپیکر! آپ ڈسٹرکٹ کیچ کو لیں تو 2017ء کی آبادی کے مطابق نو لاکھ تیس ہزار ڈسٹرکٹ کیچ کی آبادی ہے۔اور اِس میں تین مزید ڈسٹرکٹس بننے کی گنجائش موجود ہے۔اور وہاں کا ایک دیرینہ مطالبہ ہے کہ تمپ کو ایک ڈسٹرکٹ بنادیا جائے تاکہ جو انتظامی کمزوریاں ہیں وہ دُور ہوسکیں۔ اِسی طرح جناب اسپیکر! جیونی سے لیکر اور ماڑہ تک یہ تقریباً کوئی پانچ سو کلومیٹر ایریا بنتا ہے جو ڈسٹرکٹ گوادر پر مشتمل ہے۔اور گوادر کی ضروریات بھی بہت زیادہ ہیں تو اُس کو بھی دو ڈسٹرکٹ بنانے کی گنجائش ہے، جس میں جیونی گوادر ایک ڈسٹرکٹ ہو، پسنی ٹو اور ماڑہ ایک الگ ڈسٹرکٹ ہو۔تو جناب اسپیکر! چونکہ ایک انتہائی اہم قرارداد ہے، اِس کی مَیں حمایت کرتا ہوں اور یہ بھی گزارش کروں گا کہ بلوچستان کے تمام ڈسٹرکٹس کو رِی وِزٹ کریں اور جہاں جہاں ڈسٹرکٹ بنانے کی گنجائش موجود ہو وہاں ڈسٹرکٹ بنایا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ بلیدی صاحب۔ جی مبین خان۔اِسی قرارداد سے متعلق بات کرنا چاہتے ہیں؟ جی مبین خان کے بعد پھر آپ، مبین بات کرلیں۔

جناب محمد مبین خان خلجی: جناب اسپیکر صاحب بڑی مہربانی آپ کی، ہماری میڈم نے جو قرارداد پیش کی خاص طور پہ مسلم باغ کے بارے میں، اُس پر میری پاکستان تحریک انصاف پارٹی اور ہم لوگ پوری حمایت کرتے ہیں کہ یہ ہونا چاہیے وہاں کے علاقے کے لوگوں کی جو ایک تاریخ ہے بلوچستان کے اندر خانوزئی خاص طور پر مسلم باغ کے کہ یہاں کے سب سے زیادہ پڑھے لکھے لوگ ہیں اور یہ ان کو حق ملنا چاہیے۔اور خاص طور میں اس کے ساتھ ایک یہ بات بھی کرنا چاہوں کہ کوئٹہ جو شہر ہے وہ ایک بائیس لاکھ، 23 لاکھ آبادی کا شہر ہے جو ہم نے کیبنٹ میں بھی بات کی ہے اور اس سے پہلے بھی اس فلور پر بات کی ہے کہ کوئٹہ کو بھی اس کی آبادی کے لحاظ سے تین ڈسٹرکٹوں میں کیا جائے تاکہ اُس کا جو میونسپل ایریا اور وہاں کے جو DCs ہیں ان کے کنٹرول میں آئیں تو اس حوالے سے بھی میں یہ میڈم کی قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور خاص طور پر یہ کوئٹہ کی نمائندگی کرتے ہوئے کہ کوئٹہ کو بھی تین ڈسٹرکٹس میں ہونا چاہیے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ مبین خان، جی ملک نعیم بازئی صاحب۔

ملک محمد نعیم خان بازئی: شکریہ اسپیکر صاحب۔مَیں، شاہینہ کاکڑ نے ابھی قرارداد پیش کی ہے، مَیں اِس کی

حمایت کرتا ہوں اور معزز ممبر نصر اللہ زیرے اس نے بھی اچھی باتیں کیں کہ مسلم باغ کو ضلع ہونا چاہیے۔ سارے بلوچ علاقوں میں اضلاع ہونے چاہئیں جدھر بھی ہے پشتون بیلٹ میں بھی ہونے چاہئیں۔ اصل مقصد سیٹ کا ہے سیٹ کہاں سے لائے؟ تو یہ جو لڑ رہے ہیں تو اسی وجہ سے۔ تو خدارا اگر سیٹ مل جائے تو پھر ٹھیک ہے، ضلع تو ایسا میں کہہ رہا ہوں کہ بھئی ہونا چاہیے بلوچ بیلٹ میں بھی ہونا چاہیے پشتون بیلٹ میں بھی ہونا چاہے۔ اور خاص کر مسلم باغ کا میں بالکل اس کی حمایت کرتا ہوں ان کے ساتھ ہوں شاہینہ کاکڑ ہیں اور خاص کر نصر اللہ زیرے نے جو بات کی ہے مَیں اُن کی حمایت کرتا ہوں لیکن سیٹیں کدھر سے ہیں؟ اصل مقصد سیٹوں کا ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ ملک نعیم بازئی صاحب۔ جی یونس عزیز زہری صاحب۔ خیر آپ دونوں ہمسائے ہیں چیئر پر تسلی سے بیٹھ جائیں۔

میر یونس عزیز زہری: شکریہ جناب اسپیکر۔ میڈم نے جو قرارداد پیش کی ہے میں اسی کی حمایت کرتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ کچھ باتیں یہ ہیں کہ میں خضدار کے بارے میں یہی کہونگا کہ اس ٹائم تیسرے نمبر پر جو آٹھ لاکھ آٹھ ہزار کی آبادی ہے خضدار کا ایک ڈسٹرکٹ ہے۔ تو اس میں ناانصافی ہے اس بڑے ڈسٹرکٹ میں ناانصافیاں بھی بہت ہو رہی ہیں ابھی جو حال ہی میں الیکشن کمیشن نے جو حلقہ بندیاں کی ہیں اس میں ایک حلقے کو انہوں نے بنایا ہے ایک لاکھ 94 ہزار پر جناب اسپیکر نوٹ کریں ایک لاکھ 94 ہزار پر۔ اور دوسرے حلقے کو بنایا ہے ڈھائی لاکھ پر اور میرا جو حلقہ ہے اس کو ساڑھے تین لاکھ پے بنایا ہے۔ کیونکہ پہلے ہماری تقسیم ٹھیک تھی ابھی مجھے نہیں پتہ کہ یہ الیکشن کمیشن نے کس حیثیت پر ان کو بنایا مجھے اِن کا کچھ پتہ نہیں ہے کہ لوگ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ الیکشن کمیشن کی بد نیتی ہے۔ اور کچھ لوگوں کی سفارشیں ہیں کہ ایک حلقہ دو لاکھ پر ہے دوسرا ڈھائی لاکھ پر ہے اور میرا حلقہ جو ساڑھے تین لاکھ پر ہے۔ تو مَیں کہتا ہوں کہ مجھے الگ ڈسٹرکٹ دے دیں تاکہ خضدار کو الگ کر لیں خضدار سٹی والوں کو ایک ڈسٹرکٹ دیدیں تاکہ ہماری جان بھی چھوٹ جائے باقی لوگوں سے۔ خضدار کی بڑی آبادی ہے۔ اور اِن ظالموں سے بھی میری جان چھڑائیں۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ میر یونس عزیز زہری۔ جی اختر حسین لانگو صاحب۔

میر اختر حسین لانگو: بہت شکریہ جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! میں میڈم شاہینہ کی قرارداد کی حمایت بھی کرتا ہوں اور ان کے مؤقف سے اتفاق بھی کرتا ہوں کیونکہ بلوچستان اس وقت تقریباً نصف پاکستان کے برابر اُس کا رقبہ ہے اور land-mass اُس کا بہت زیادہ بڑا ہے اور جناب والا! صرف مسلم باغ ہی نہیں باقی تمام ڈسٹرکٹس کا بھی یہی حال ہے۔ میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دوں۔ ضلع واشک ہے، وہاں سے ایران بارڈر کو

لگتا ہےاور یہاں آ کرسوراب کیساتھ لگتا ہے۔اب اگرڈی سی صاحب واشک میں بیٹھے ہوئے ہیں اوربسیمہ میں کوئی واقعہ ہوجائے تو اس کو پورا ایک دن لگتا ہے وہاں پہنچتے پہنچتے۔ جناب والا! اسی لیے بلوچستان کے رقبے کو دیکھتے ہوئے اور بلوچستان کے جو infrastructure ہیں ان کو دیکھتے ہوئے انتظامی حوالے سے نئے اضلاع بننے چاہئیں۔اور جناب والا! خاص کر کوئٹہ۔کوئٹہ کی اگر میں بات کرلوں۔تو اس وقت کوئٹہ کی آبادی دوملین سے زیادہ ہےاور جناب والا! یہاں 9 ایم پی ایز کی سیٹیں ہیں تین نیشنل اسمبلی کی سیٹیں ہیں اوراس دوملین سے زیادہ آبادی جو ہے اس میں census میں ریکارڈ کیا گیاہے لیکن اس کے علاوہ جو لوگ یہاں کوئٹہ میں migrate کر کے آئے ہیں ان کو بھی اگر ہم ساتھ ملالیں تو یہ چارملین سے زیادہ لوگ اس وقت کوئٹہ شہر میں آباد ہیں اورکوئٹہ شہر میں زندگی بسر کررہے ہیں۔اب اس چھوٹے سے شہر یا اتنی بڑی آبادی والا شہر میں اب ایک ہی کچہری ہے ہمارے پاس جو ہمارے اِس ریڈزون کے ساتھ ہی ہے۔اب یہاں جو رَش اِس وقت لگا رہتا ہے اُس عدالتی نظام کو چلانے کے لیے نہ وکلاء کو بیٹھنے کی جگہ ہے نہ سائلین کو بیٹھنے کی جگہ ہے نہ جج صاحبان کے پاس اتنی capacity ہے کہ وہ ان تمام چیزوں کو سنبھال سکیں۔ایک ڈپٹی کمشنر ہے جو 40لاکھ کے قریب آبادی والے اِس شہر کو وہ سنبھالنے کی کوشش کررہاہے۔لیکن اُس کے بس سے بھی باہر ہے۔تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئٹہ کو کم سے کم تین نہیں تو چار ڈسٹرکٹس میں کوئٹہ شہر کو بھی تقسیم کیا جائے۔کیونکہ باقی جو اضلاع ہیں اُن کا رقبہ اگر بہت بڑا ہے لیکن پاپولیشن اُن کی کم ہے۔لیکن اس ضلع کا جو رقبہ جو ہے وہ باقی ضلعوں سے بھلے چھوٹا ہو لیکن اس ضلع کی جو آبادی ہے اس ضلع کے جو مسائل ہیں اِس ضلع کے جو وسائل ہیں وہ آبادی کے لحاظ سے بہت کم ہیں۔آبادی بہت زیادہ ہے، انتظامی معاملات اس ضلع کے بہت زیادہ گھمبیر ہیں۔اِس ضلع کے ہیلتھ کے جو ایشوز ہیں وہ بہت زیادہ گھمبیر ہو چکے ہیں اس ضلع میں ایجوکیشن کے جو ایشوز ہیں وہ بہت زیادہ مسائل کا شکار ہیں۔اور خصوصاً جو اس ضلع میں جو پینے کے پانی کے حوالے سے چیزیں ہیں وہ بہت زیادہ خراب ہو چکی ہیں۔اِس ضلع کی صفائی کی صورتحال انتہائی ابتر ہو چکی ہے۔لہٰذا اس ضلع میں جو ایڈمنسٹریشن کے حوالے سے چیزیں ہیں اس کو مزید ضلع بنائے جائیں اور مزید لوگوں کو ذمہ داریاں دی جائیں تاکہ اس ضلع کے مسائل میں کچھ کمی واقع ہو۔اور میں سمجھتا ہوں کہ باقی جو اضلاع ہیں جیسے ابھی ڈسٹرکٹ خضدار ہے ڈسٹرکٹ خضدار جناب والا یہاں سے سوراب اسٹارٹ ہوتا ہےاور یہ کراچی کے ساتھ جا کر بارڈر کرتا ہے۔یہ حب ڈیم وغیرہ یہاں سے شہدادکوٹ، دادو کے ساتھ ضلع اُس کا لگتا ہے یہاں سے آواران کے ساتھ ہے اور اس طرف لسبیلہ کے ساتھ۔اوراس طرف وہ سوراب کے ساتھ ڈسٹرکٹ خضدار لگتا ہے۔تو ڈسٹرکٹ خضدار کو بھی دو یا تین ڈسٹرکٹس میں تقسیم ہونا چاہیے۔اِسی طرح ضلع واشک ہے، ضلع

پنجگور رہے اور خصوصاً ظہور صاحب کا ہوم ڈسٹرکٹ ہے کیچ۔ وہ بہت بڑا ڈسٹرکٹ ہے۔ جس کے اس وقت چار صرف صوبائی اسمبلی کی سیٹیں ہیں اور وہ ضلع یہاں سے آواران کے ساتھ بارڈر اس کا لگتا ہے۔ اور وہاں سے گوادر کے ساتھ لگتا ہے اور اس طرف پنجگور کے ساتھ اس کا بارڈر لگتا ہے اور دوسری طرف جا کر ایران کے بارڈر کے ساتھ اس کا بارڈر لگتا ہے۔ تو اتنے بڑے اضلاع کی موجودگی میں ایڈمنسٹریشن کے لیے بھی مسائل ہیں کہ ایمرجنسی میں کہیں پر پہنچنا کہیں پر ریلیف کے کام بھی کرنے تو ان ایڈمنسٹریشن کے لیے بڑے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان کو۔ لہٰذا ان ضلعوں کو جو رقبے کے لحاظ سے اور آبادی کے لحاظ سے بھی بڑے ہیں۔ مسلم باغ کے ساتھ ساتھ اُن ضلعوں کی بھی تقسیم کا بھی اور اُن ضلعوں میں بھی مزید اضلاع اور جو administrative units ہیں وہ بنائی جائیں تا کہ ان کے مسائل بھی کچھ کنٹرول میں آ سکیں، بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ لانگو صاحب۔ میڈم زبیدہ خیر خواہ صاحبہ اگر بات کرنا چاہتی ہیں تو۔

محترمہ زبیدہ خیر خواہ: شکریہ جناب اسپیکر۔ مَیں اس قرارداد کی حمایت کرتی ہوں کیونکہ مسلم باغ کی جو آبادی ہے وہ بہت زیادہ ہے اس کو ضلع کا درجہ دیا جائے۔ اسی طرح ہنہ اوڑک کے بھی بہت سے مسائل ہیں اگر اس کے لیے بھی وہ ایک سیٹ ہو جائے تو اچھی بات ہے۔ thank you جناب اسپیکر!۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ میڈم صحیح کہا آپ نے۔

میر ظہور احمد بلیدی: جناب اسپیکر صاحب! میں نے کہا تھا کہ اگر دو منٹ میں بات کروں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: قرارداد کے بیچ میں آپ بات نہیں کر سکتے۔ قرارداد پر تو میرے خیال سے بات ہو گئی۔

میر اختر حسین لانگو: میرے خیال سے جناب اسپیکر صاحب! اگر اس کو amendment کے ساتھ منظور کریں تو اور بہتر ہوگا۔ قرارداد کو اس طرح بنائیں کہ مسلم باغ کے ساتھ باقی جن ضلعوں میں ضرورت ہیں تو اُن میں بھی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب! مَیں بھی اِس چیز کی سفارش کروں گا، کیبنٹ کو۔ جس طرح زمرک خان نے کہا، بلیدی صاحب نے کہا اور سب نے کہا کہ بلوچستان رقبے کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ جتنے زیادہ ڈسٹرکٹس ہو جائیں میرے خیال سے اُس کے ساتھ صوبائی سیٹیں زیادہ ہو جائیں تب ہی یہ بلوچستان کی پسماندگی دُور ہو گی۔ تو میرے خیال سے ابھی قرارداد کی طرف آتے ہیں، اگر آگے پھر آپ لوگ amendment کرنا چاہیں، ہوگا تو through cabinet جہاں تک میرا خیال ہے۔ آیا قرارداد

نمبر 146 منظور کی جائے؟

میر اختر حسین لانگو: سر! amendment کے ساتھ۔ اِس میں یہ amendment کیا جائے۔ کہ مسلم باغ کے ساتھ جو باقی ضلع جو بڑے ضلعے ہیں اُن کو بھی تقسیم کیا جائے، اِس میں آپ رولنگ دیدیں اِس amendment کے ساتھ اُس کو منظور کیا جائے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: یہ جو قرارداد آئی ہے، اصل میں ہوتا یہ ہے جو قرارداد آتی ہے وہ اپنی اصلی شکل میں منظور ہوتی ہے۔ اور ہمارے کچھ دوست خوامخواہ اِس کو متنازعہ بنانے کی کوشش کررہے ہیں جو ٹھیک بات نہیں ہے۔ آپ کس بنیاد پر کررہے ہیں۔ محترمہ قرارداد لائی ہیں آپ اِس کو متنازعہ بنارہے ہیں۔ آپ نے اپنی بات کی۔ سب نے بات کی۔ ابھی آپ اس کو متنازعہ بنارہے ہو۔۔۔(مداخلت۔شور) اس طرح مت کریں۔

(مداخلت،شور)

میر اختر حسین لانگو: آپ کررہے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: آپ کررہے ہیں۔۔۔(مداخلت۔شور)

جناب قائم مقام اسپیکر: Order in the House. میڈم شاہینہ کاکڑ! آپ اِس میں amendment لانا چارہی ہیں کیا آپ چاہتی ہیں کہ اصل اس میں جو ہے منظور کیا جائے؟

میر ظہور احمد بلیدی: جناب اسپیکر! آپ محرک سے پوچھیں، اگر وہ amendment چاہتی ہیں، تو وہ کریں، otherwise پھر قرارداد منظور کریں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر خوراک): جناب! میڈم نے تو سارے بلوچستان کے حوالے سے بات کی ہے۔ ایک قرارداد اگر پیش ہوتی ہے تو اُس قرارداد کو اُسی صورت میں، مَیں اُن سے request کروں گا کہ جو قرارداد شاہینہ بی بی لائی ہے اُس پر کرلیں، دوسری قرارداد کل پھر لے آئیں، پرسوں پھر لے آئیں، ترسوں پھر لے آئیں، وہ جو ہیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں، ہم نے کبھی اُن کی مخالفت نہیں کررہے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 146 منظور کی جائے؟

حاجی اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! آپ کی اجازت سے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: نہیں ایک دفعہ آپ لوگ قرارداد کا بتادیں۔ جی۔

حاجی اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! ہر ممبر کی اس ہاؤس میں اپنی رائے ہے۔ ہر ممبر اپنی رائے دینے میں آزاد ہے کوئی کسی پر قدغن یا زور وزبردستی نہیں کرسکتا۔ شاہینہ کاکڑ صاحبہ! نے ایک قرارداد پیش کی ہے مسلم باغ

کے حوالے سے۔ ضلع کے حوالے سے یہ ان کا right بنتا ہے۔ یہ اُن کا حق بنتا ہے اور رولز یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ رائے شماری کرائیں counting کرائیں اُس کے حق میں یا اُس کے خلاف، اُس پر ممبروں کو آزادی ہے۔ لیکن کسی کو یہ کہنا کہ وہ قرارداد پیش بھی نہیں کریں اور اُس کی حمایت بھی نہیں کریں۔ یہ میرے خیال سے زیادتی ہوگی۔ میری اِن بھائیوں سے گزارش ہے کہ تھوڑا حوصلہ کریں۔ ہمیں دنیا دیکھ رہی ہے اور بلوچستان کی اسمبلی ایک مثالی اسمبلی ہے دنیا دیکھ رہی ہے تھوڑا حوصلہ کریں۔ وہ ہماری بہن ہے ایک خاتون ہے۔ اُنہوں نے ایک قرارداد پیش کی ہے اُس کی حمایت اور مخالفت ہر بندے کا right ہے جس نے اُس کو ووٹ دینا ہے کھڑا ہو کر کے ووٹ دے اور جو اس کے حق میں نہیں بیٹھا رہے۔ لیکن اِس طرح کا ماحول میرے خیال سے ٹھیک نہیں ہوگا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جو قرارداد کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر محکمہ زراعت): جناب اسپیکر صاحب! مَیں اِس پر تھوڑا عرض کروں۔ دیکھیں پارلیمنٹ کی اپنی ایک اہمیت اور تقدس ہوتا ہے جب ہم پارلیمنٹ میں بیٹھ کر کے ایسی آواز سے ہم بات کرتے ہیں ہر وقت کہ اس کے تقدس کو برقرار رکھنا ہے۔ اِس کے تقدس افغانستان، امریکہ، خلیج سے کوئی نہیں آتا ہے اِس کے تقدس کو برقرار رکھنا ہی ہم لوگوں کا کام ہے first یہ۔ جہاں تک کسی کو اپنے مؤقف کے حوالے سے ہر بندے کو حق ہے اگر کل زیرے یہ بھی کہے کہ جناب جنوبی پشتونستان سائیڈ پر ایک الگ صوبہ بنائیں۔ تو مَیں بھی کہتا ہوں کہ آٹھ ڈسٹرکٹس کو الگ کر کے ایک صوبہ بنائیں۔ کوئٹہ کو کونسل کے طور پر ہم چلائیں۔ باقی الگ صوبہ بنائیں لیکن اِس پر سننا کسی کو بھی، برداشت کرنا، صحیح ہے اختر جان اپنی جگہ پر صحیح ہے جو بولتا ہے اپنی جگہ پر اور دوسرے ساتھی، سوال یہ ہے کہ جذباتی ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ایک قرارداد آئی، ڈیمانڈ ہے، مطالبہ ہے لوگوں کی کہ ایک نیا ڈسٹرکٹ مسلم باغ کو کر دیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ اِس کو اِس ترمیم کے ساتھ پاس کیا جائے کہ گوادر ڈسٹرکٹ چار سو کلومیٹر کے رینج پر بہت بڑا ڈسٹرکٹ ہے تو اُس کو شامل کریں دو ڈسٹرکٹ کریں اِس کے ساتھ تربت کی 9 لاکھ آبادی ہے، وہ بھی بہت بڑی آبادی ہے اور اُس کا رقبہ بھی بہت بڑا رقبہ ہے۔ ایک تمپ کو بھی ڈسٹرکٹ بنایا جائے اِس ترمیم کے ساتھ اِس کو پاس کریں، اِس میں کونسی بڑی بات ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: صحیح ہے اسد بلوچ صاحب! اِس پر ہم محرک سے پوچھتے ہیں کہ وہ ترمیم لائیں کہ اصل حالت میں پوچھ لیں ممبروں سے کہ وہ منظور کرتے ہیں کہ نہیں؟

وزیر محکمہ خوراک: مَیں بات اس پر کرتا ہوں شاہینہ بی بی اور ہم ایک پارٹی سے ہیں، ایک تعلق ہے۔ مَیں نے پہلے اسٹارٹ میں یہی کہا کہ ہمیں جذبات سے کام نہیں لینا چاہیے ایک قرارداد ہے قرارداد میں یہی بات ہوتی

ہے کہ پشتون بیلٹ کو کتنے مِل رہے ہیں اور بلوچ بیلٹ کو کتنے مِل رہے ہیں۔اصل بات تو یہی ہے۔ابھی ایک قرارداد آئی کہ مسلم باغ کو، جس طرح اسد صاحب نے کہا کہ ایک مطالبہ ہے۔ابھی اُس مطالبے کو تو ہم دیکھیں کہ جی وہ ریونیو ریکارڈ کو دیکھنا پڑے گا پھر اُس کے بعد یہ کیبنٹ میں آجائے گا پھر کیبنٹ میں اُس پر بحث ہوگی۔تو مَیں نے تو یہ کہا کہ اور بھی لانا چاہیے۔تربت کے اپنے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں۔اگر گوادر کا نمائندہ نہیں ہے کہ کل وہ کہے مَیں نے بنانا ہی نہیں ہے تو پھر کیا کریں گے؟۔جس طرح لسبیلہ میں ابھی تک جنگ چل رہی ہے۔یہ اپنے اُسی ضلع سے تعلق رکھتا ہے۔کل اپنا ضلع کا لے آؤ چاہے گوادر میں بنانا ہے چاہے تمپ میں بنانا ہے لیکن، ابھی میں آپ کو تربت کا ایک قصہ سناؤں تربت میں تو ہمارے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں ابھی تک وہ کہتے ہیں کہ ہم تقسیم ہی نہیں کر سکتے ہیں کہ ہم اِن کی ڈویژن کر لیں کہ کس طرح ڈسٹرکٹ کو بنائیں شہر کدھر آئے گا دوسرا آئے گا۔ابھی وہاں کے اپنے ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں وہ ممبرز خود اپنی قرارداد پیش کر لیں۔گوادر کا حمل کلمتی صاحب آ جائیں پیش کر دیں ہم اُن کی حمایت کریں گے ہم کبھی بھی اُن کی مخالفت نہیں کریں گے۔لیکن یہ اس بنیاد پر نہ ہونا چاہیے، کیوں اُس نے پیش کیا اُس کے ساتھ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: صحیح ہے۔

وزیر محکمہ خوراک: ابھی اُنکی اپنی قرارداد ہے اگر کوئی ووٹ دیتا ہے دے دیں نہیں دیتا ہے تو اللہ اللہ خیر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: صحیح ہے۔اِس قرارداد کی طرف آتے ہیں جو قرارداد کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں؟ قرارداد نمبر 146 منظور ہوئی۔جی مبین خان۔

جناب محمد مبین خان خلجی: جناب اسپیکر صاحب! ایک اہم موضوع پر مَیں وہ کر رہا ہوں یہ کافی دنوں سے ٹی وی پر سوشل میڈیا پر خاص طور پر ہمارے بلوچستان کے جو پشتون ہیں جو سندھ میں کام کر رہے ہیں اُن کے اوپر انتہائی ظلم ہو رہا ہے اور کچھ عرصے پہلے اُس پر بات بھی ہوئی تھی اور اُس کے علاوہ اُنہوں نے کچھ میڈیا میں جو چلا تو اُنہوں نے اس چیز کو روکا لیکن ابھی اس کو دوبارہ اُٹھایا گیا ہے جو یہاں بلوچستان سے جو کوئٹہ سے جو لوگ گئے ہیں اُن کی دکانیں ہیں یا جو کاروبار کر رہے ہیں اُن کے ساتھ بڑی انتہائی زیادتی ہو رہی ہے تو میرا آپ سے مطالبہ ہے کہ سندھ گورنمنٹ سے بات کی جائے اس پر رولنگ دی جائے یا آپ آئی جی صاحب اور چیف سیکرٹری صاحب کو بتائیں کہ وہ اُنکی گورنمنٹ کے ساتھ بات کی جائے تا کہ یہ جو ہمارے سندھ میں جو بھی طبقے کا ہے پاکستان ہے یہ کوئی بھی جا کر کے کہیں پر کاروبار کر سکتا ہے کراچی کے اندر پورے پاکستان کے لوگ وہاں

آ کر کے بزنس کر رہے ہیں کام کر رہے ہیں لیکن سندھ کے اندر اُن کو خاص طور پر اُن کے ساتھ نفرت کی بنیاد پر اُن کو مارا جا رہا ہے اور اُن پر غلط ایف آئی آر کاٹی جا رہی ہیں کھیتوں میں کام کرنے سے روکا جا رہا ہے وہ غریب لوگ ہیں۔ تو یہ میرا خاص طور پر آپ سے پیغام تھا ابھی یہاں بلوچستان کے اندر جو پیپلز پارٹی کے لوگ ہیں مَیں اُن سے بھی ریکویسٹ کرتا ہوں کہ خدارا یہ آپ بھی اپنی پارٹی سے بات کریں اور یہ جو پی ڈی ایم ہے مَیں اِن سے بھی مطالبہ کروں گا خاص طور پر جمعیت کے ممبران سے جو کہ ابھی یہاں سے چلے گئے ہیں اور دوسروں سے کہ بھئی آپ چلے گئے ہیں اور دوسروں سے کہ بھئی آپ بھی وزارتوں کے پیچھے پڑے ہوئے تھے اپنی صدارتوں کے پیچھے پڑے ہیں گورنری بلوچستان کے پیچھے پڑے ہیں، آپ کا یہ اہم موقع ہے کہ آپ اس کے اوپر بات کریں یہ کام آپ کے لیے ضروری ہے نہ کہ آپ وزارتوں کے پیچھے پڑ کے بلوچستان کو بھی بھول گئے اور یا بلوچستان کے پشتونوں کو بھی بھول گئے۔ پھر آپ کو مذہب بھی یاد آ جاتا ہے پھر آپ کو پارٹی بھی یاد آ جاتی ہے جب اُن کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے تو اُس ٹائم پر بات نہیں کرتے ہیں تو میرا آپ سے وہ تھا، بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی احمد نواز بلوچ صاحب۔ پہلے جنہوں نے کہا تھا دو تین اراکین نے، اجلاس کے شروع میں کہا کہ وہ بات کرنا چاہتے ہیں پہلے وہ بات کر لیں۔

میر احمد نواز بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو مَیں ثناء بلوچ کی توجہ دلاؤ نوٹس کی مکمل حمایت کرتا ہوں کہ حالیہ دنوں میں جو خاران میں جو دلخراش واقعہ رونما ہوا اُس میں حاجی ثناء اللہ کے گھر پر چھاپہ کے ساتھ ساتھ اُس کے دونو جوان بیٹوں کو شہید کیا گیا اور ایک بیٹے کو اغواء کیا گیا جو کہ اب تک missing ہے۔ جناب! بلوچستان کی تاریخ کو دیکھیں کہ اس میں ہمارے شہداء کی ایک لمبی لسٹ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مَیں زیارت واقعہ کی بھی مذمت کرتا ہوں کیونکہ زیارت میں جو واقعہ رونما ہوا اور اُسکے بعد وہاں نو بندوں کو شہید کر کے جو missings تھے یا اُس میں جو بندے جن کی ایف آئی آر بھی ہے اُن کو شہید کر کے ویرانوں میں پھینکا گیا اُن کی بھی مَیں شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! 14 اگست جب بھی شروع ہوتی ہے تو اِسی فلور پر مَیں ہر وقت یہی روتا ہوں تو سریاب کے علاقے خصوصاً پورے بلوچستان اور سریاب میں چادر اور چاردیواری کے تقدس کی پامال ہوتی ہے۔ رات کو بھی ہمارے کئی علاقوں میں مختلف گھروں پر چھاپے ہوئے ہیں۔ معززین کے گھروں پر۔ تو مَیں یہ کہتا ہوں کہ آپ پچھلے اَدوار کے اگست کا مہینہ اُٹھائیں اُس پر بھی میری speech آپ کو ملے گی کہ سریاب کے علاقے میں، ہدہ کے علاقے میں جہاں بھی ہماری بلوچ آبادیاں ہیں وہاں چادر اور چاردیواری کی تقدس کی پامالی ہوتی ہے تو مَیں اِس فلور سے اُن کی مذمت بھی کرتا ہوں۔ جناب!

مستونگ میں جو واقعہ ہوا ہمارے کرسچن بھائیوں پر اُس کی بھی مَیں اپنی طرف سے پارٹی کی طرف سے اُن کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں اُن لواحقین سے کہ جس پر اُن کا ایک بندہ مارا گیا اور دو کمسن بچے اُس میں زخمی بھی ہوئے تو ہمارے معاشرے میں بھی اس چیز کی اجازت نہیں ہے کہ ہم اپنے اُن بھائیوں پر ہاتھ اُٹھائیں یا اُن کو ہم قتل کریں کیونکہ اسلام میں بھی اس چیز کی اجازت نہیں دی ہے اور ہمارا بلوچ معاشرہ ہو، پشتون معاشرہ ہو، ہمارے جتنے بھی یہاں قومیں بستی ہیں ہمارے ہاں یہ رواج نہیں ہے کہ ہم اپنے اُن بھائیوں پر ہاتھ اُٹھائیں جو ہمارے اس وطن کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ مَیں اس فلور پر اُن کو خراج عقیدت بھی پیش کرتا ہوں جناب! حالیہ بارشیں ہوئی ہیں بلوچستان میں، بلوچستان بھر میں جتنی شدید بارشیں ہوئی یہ اللہ کی آفت تھی۔ اللہ کی رحمت تھی۔ پورا بلوچستان آفت زدہ قرار دیا گیا۔ تو مَیں چونکہ پارٹی کی طرف سے ہمیں مختلف اضلاع میں بھیجا گیا مَیں بیلہ گیا میری ڈیوٹی بیلہ میں لگی۔ تو بیلہ کی حالت میں نے دیکھی ابھی تک وہاں گورنمنٹ کی پہنچ نہیں ہوئی تھی۔ جن علاقوں کا مَیں نے سروے کیا ہے وہاں تک۔ مَیں پہنچا ہوں پیدل پہنچا ہوں اس گرمی میں اُن علاقوں تک گیا ہوں۔ کیونکہ اس کی جو اصل وجہ ہے وہ میرا حق بنتا ہے کہ جو چیزیں مَیں نے دیکھی ہے اس فلور پر مَیں نے اس کو سامنے لانا ہے۔ جو ورلڈ بینک نے پانی تقسیم کی ایک پروجیکٹ وہاں شروع کیا تھا جناب اسپیکر! وہ پانی تقسیم اگر یہاں سے کمیٹی بنے اُس پروجیکٹ کو دیکھنے کے لیے وہ اریگیشن کے توسط سے ہوا تھا یا کسی اور محکمے کے۔ اُن کا اور وہاں سے اسمبلی ممبران کا کہ اُس کو کس دانستہ طور پر اُس کو بنایا گیا یا ڈیزائن کیا گیا وہ پورا علاقہ اُسی کی وجہ سے بیلہ ڈسٹرکٹ کو اُنہوں نے لے ڈوبا۔ کیونکہ صدیوں سے آباد وہاں ایسے گھوٹ تھے پچاس سال یا سو سال سے اُن کو اس غلط پالیسی کی وجہ سے وہ پورا جو گھوٹ تھے وہاں دیہات تھے وہ اُجڑ گئے۔ کیونکہ وہ جو ٹنل یا پل جو اُنہوں نے پانی تقسیم کے لیے بنایا تھا جناب اسپیکر! وہ چوک ہونے کی وجہ سے کیونکہ اتنا ریلہ آیا اُس میں جو زمینوں کی جو کٹائی ہوئی اُس میں جو درخت جو گرتے رہے۔ جو اُس کی ٹنل چوک ہونے کی وجہ سے فرض کرو ایک لاکھ بیس کیوسک کی وہ ڈیزائن تھی مگر اُس میں ڈھائی لاکھ سے تین لاکھ کیوسک پانی بیک وقت آنے کی وجہ سے وہ پانی تقسیم ٹوٹ جانے کی وجہ سے پورا بیلہ علاقہ اس میں ویندر ہے اس میں اوتھل ہے اس میں ہمارے بیلہ ڈسٹرکٹ جتنی بھی یہاں آبادی تھی وہ لوگوں کے ذریعہ معاش جو بھی زمینداری تھی اُس میں مال مویشی تھے سب بہہ کر لے گیا۔ اس میں ایک چیز کی مَیں یہاں نشاندہی کروں۔ جو وہاں کپاس کی فصل ہے اس کو چننے کیلئے ہمارے ہاری لوگ جو آتے ہیں۔ اُن بیچاروں کا زیادہ جانی نقصان ہوا ہے ابھی تک وہاں جو لاکڑا کا ایریا ہے جناب! اس میں مَیں پیدل پہنچا ہوں مَیں وہاں راستہ بنا کر کس طریقے سے مَیں وہاں پہنچا ہوں وہاں ابھی تک حکومت نام کی چیز

وہاں نہیں پہنچی ہے۔تو وہاں اُن کے حالات مَیں نے دیکھے جتنے بازار تھے یا بیس یا تیس دکان تھے پندرواں دن ہے یا تیرواں دن ہے وہاں تک ابھی تک رسد نہیں پہنچی ہے تو مَیں نے ڈی سی صاحب سے میٹنگ کی۔ڈی سی صاحب! نے ایک رپورٹ دی کہ اتنا بڑا نقصان ہوا ہے وہاں مجھے پورے بیلہ ڈسٹرکٹ کے لیے پی ڈی ایم اے کی طرف سے دوسو خیموں کا اُنہوں نے کہا ہے جو ابھی تک نہیں پہنچے ہیں۔تو مَیں اس ایوان کی توسط سے اس کی مذمت بھی کرتا ہوں کہ پی ڈی ایم اے اتنا بڑا ادارہ اور پی ایس ڈی پی میں اس کے لیے اتنا بڑا فنڈ اور وہاں لوگ بے یارو مددگار بیٹھے ہیں۔ابھی تک لوگ ریسکیو نہیں ہوئے ہیں جناب اسپیکر! بلوچستان کے ایسے علاقے ہیں کہ وہاں ابھی تک پہنچ نہیں ہوئی ہے NDMA وہ بھی ایک سفید ہاتھی کی طرح بلوچستان میں کہیں بھی نظر نہیں آیا۔ وزیراعظم کی وہاں آنے کی اطلاع تھی دو یا تین دن ہم نے انتظار کی۔موسم کی وجہ سے اُنہوں نے بہانا بنا کر وہاں ابھی تک وزیراعظم بھی نہیں پہنچ سکے۔جھل مگسی کو دیکھ لیں۔ہمارے پشتون بھائیوں کے علاقے کو دیکھ لیں پشین ہے، چمن ہے یا کان مہترزئی ہے یا لورالائی ہے جناب اسپیکر! اگر ہم اس کے لیے بات نہیں کریں وہاں ایک ڈی سی پورے ضلع کو cover نہیں کرسکتا ہے جس کا چار، پانچ سو کلومیٹر اگر ایریا ہے ایک ڈی سی اپنی گاڑی میں وہاں سفر نہیں کرسکتا۔وہاں حال ہی میں جو واقعہ ہوا تھا اُن شہداء کو بھی مَیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں مگر ہیلی بند ہونی کی وجہ سے وہاں ابھی تک لوگ ریسکیو نہیں ہورہے ہیں۔ایک جانی ایک بڑا انسانی المیہ ہوگا جناب اسپیکر! کہ بلوچستان میں اتنا بڑا flood آیا اور پاکستان گورنمنٹ ابھی تک خاموش ہے آپ اُن اداروں کو اجازت دے دیں کہ باہر کے جو ہمارے این جی اوز ہیں جو مخیر حضرات ہیں ہمارے سی ایم صاحب بھی ابھی تک نہیں پہنچے ہیں جناب اسپیکر! ابھی ہم کس کے سامنے روئیں کہ ہمارے سی ایم صاحب ابھی تک آفت زدہ، ہاں ہیلی میں تو اُنہوں نے round لگایا۔مگر اُن علاقوں تک ابھی تک ہمارے گورنمنٹ کی طرف سے نہ کوئی منسٹر گیا ہے نہ PDMA کا عملہ گیا ہے کچھ بھی نہیں ہے۔وہاں لوگ اتنی گرمی میں، جھل مگسی، نصیرآباد یا بیلہ ہو، ہمارے پنجگور کا ایریا ہو، ابھی تک کوئی رسد ایسا نہیں پہنچی ہے جو اُن کو ضرورت ہے۔پانی پینے کے لیے ایک بوتل اُن کو بہت ضرورت ہے۔وہاں گیسٹرو بھی پھیل رہا ہے کیونکہ پانی صاف نہیں ہے۔کیونکہ جتنے بھی ٹیوب ویلز ہیں وہ بہہ گئے وہاں کی سمشی بھی لے گیا وہاں کے زمینداروں کا اتنا بڑا نقصان ہوا ہے کہ اُن کا تخمینہ لگانا بھی میرے خیال میں وہاں کے ڈی سی اور تحصیل والوں کے بس کی بات نہیں ہے۔اس پر جنگی بنیادوں پر یہاں سے کمیشن بنائیں یا جو اسمبلی کی ایسی نمائندگی وہاں بھیجیں تا کہ وہ اپنے آنکھوں سے دیکھ کر اور آپ کو رپورٹ دے دیں۔شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ احمد نواز بلوچ صاحب۔جی ظہور احمد بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی: جناب اسپیکر! ہمارے ایک معزز دوست نے خاران میں جو ایک واقعہ کا ذکر کیا، انتہائی دلخراش ہے اور ریاست ہر شہری کی حفاظت کی ذمہ داری لیتا ہے۔ اور حکومت وقت کا فرض ہے کہ لوگوں کو سیکورٹی دے دیں۔ اگر کسی نے کوئی جرم کیا ہو تو آئین میں اس کا بھی طریقہ کار واضح ہے۔ ہماری عدالتیں ہیں، extra judicial killing کسی بھی معاشرے میں جائز نہیں ہے۔ اور قابل مذمت بھی ہے۔ جناب اسپیکر! لیکن میں یہ بھی کہتا چلوں کہ بلوچستان میں تقریباً ایک دہائی سے اوپر ہو گئے ہیں کہ یہ صوبہ دہشتگردی کے لپیٹ میں ہے۔ آئے روز ٹارگٹ کلنگ ہوتی ہے۔ law enforcement agencies پر حملے ہوتے ہیں۔ یہاں مزدور سے لیکر کسان تک عام شہری کوئی بھی طبقے سے ہو، وہ دہشتگردی سے محفوظ نہیں رہا ہے۔ جناب اسپیکر! یہاں تک کہ واقعات ہوئے ہیں کہ کہیں کوئی مارا گیا ہو۔ اُس کی FIR تک نہیں ہوئی۔ مَیں یہاں ایک واقعہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ میرے علاقے میں ایک جگہ ہے 'بھال گھتر' وہاں کسی نے ambush کیا اور ایک ہی فیملی کے 11 افراد مار دیئے۔ باپ، بیٹا، داماد، بھتیجا، کزن، جتنے بھی گھر کے افراد تھے سارے مارے گئے۔ اور ایک دو دن بعد ایک handout آیا "کہ جی یہ مخبر تھے، اس لیے ہم نے ان کو مار دیا"۔ بات یہاں تک نہیں روکتی۔ بلکہ خواتین تک محفوظ نہیں رہی۔ اُسی ایریا میں ایک وزیر نام کا کوئی بندہ تھا اُس کے گھر پر حملہ ہوا اور اُسکی معصوم بیٹی کو گولیاں ماردی اور اُس کا ایک بچہ شہید ہو گیا۔ جناب اسپیکر! اس پر بھی ایک جوڈیشل کمیشن بنانے کی ضرورت ہے کہ آیا دس سالوں میں جو دہشتگردی ہو رہی ہے، لوگ مارے جا رہے ہیں جن کی تعداد ہزاروں میں ہے اور اخباری بیانات آجاتے ہیں "کہ یہ مخبر تھے اِنہوں نے مخبری کی اور ہم نے اِن کو مار دیا" پھر پتہ نہیں چلا کہ اُس نے کس کی مخبری کی تھی؟ کس نے مارا اور کیوں مارا؟ کس وجہ سے مارا؟ تو کیا بلوچستان کے لوگوں کو اس ملک کے لوگوں کو یہ بتانے کی اور پتہ چلنے کی ضرورت نہیں ہے کہ کیا محرکات تھے۔ آخر کیوں اتنے بیگناہ لوگ مارے جا رہے ہیں جن کا کوئی نہ والی ہے نہ وارث ہے؟ اور بدقسمتی سے ازن کے لیے کوئی بولتا بھی نہیں ہے۔ میں نے کبھی بھی اسمبلی ممبران کو بولتے ہوئے نہیں سنا "کہ فلاں جگہ کچھ لوگ مارے گئے ہیں اور ایک تنظیم نے یا ایک دہشتگرد تنظیم نے اُس کی قبولیت کی ہے۔ تو اُس پر میں مذمت کرتا ہوں" جناب اسپیکر! وہ بھی انسان تھے وہ بھی اس ملک کے شہری تھے وہ بھی بلوچ تھے وہ بھی خاتون تھی وہ بھی مزدور تھے وہ بھی اس ملک کے پسے ہوئے طبقے سے تھے۔ تو کیا ان پر بولنا نہیں چاہیے؟ کیا ہمارے وزیر داخلہ صاحب! اُن پر جوڈیشل کمیشن بنائیں گے تاکہ اُن کے لواحقین کو انصاف ملے؟ اور انہوں نے جو جرم کیا تھا وہ دنیا کے سامنے آجائے، کیا ریاستِ وقت یا حکومت وقت کا فرض نہیں ہے کہ اِن لوگوں کو تحفظ فراہم کرے؟ اور جنہوں نے گھناؤنا جرم کیا ہے اس کو کیفر کردار

تک پہنچایا جائے۔اس پر جوڈیشل کمیشن بننے کی ضرورت ہے اور میرا خیال ہے کہ جتنے بھی ممبران بیٹھے ہوئے ہیں ان واقعات پر جوڈیشل کمیشن کی حمایت کریں گے۔اور جو محرکات ہیں وہ صوبے کے عوام کو اور بلوچستان کے عوام اور پاکستان کی عوام کو پتہ چلنا چاہیے۔اور جناب اسپیکر! ایک اور اہم ایشو ہے کہ کچھ عرصہ یا تین، چار دن پہلے ایک سیاسی پارٹی کے ایک ممبر نے جا کر ایک نجی ٹی وی چینل پر اِس طرح کی باتیں کی کہ اداروں کو ٹارگٹ کیا اور جونیئر رینک کے لوگوں کو سینئر رینک کے خلاف اُکسایا۔اور اِس بات پر کہ اُن کا اپنا کوئی نامکمل سیاسی ایجنڈا تھا۔ جناب اسپیکر! ہمارے ملک میں کئی حکومتیں آئیں، مختلف سیاسی پارٹیاں ہیں، مختلف نظریات ہیں، مختلف اُنکی سوچ ہے۔اُن کا مختلف منشور ہے۔اور حکومتوں میں بھی آتے ہیں۔اپوزیشن کا بھی کردار ادا کرتے ہیں۔لیکن ملک کی سالمیت پر کبھی بات نہیں کرتے اور اُس کو ہر حوالے سے اُس کے تقدس اور اُسکی عزت کا خیال رکھتے ہیں۔لیکن بدقسمتی سے ایک سیاسی پارٹی ہے کہ آئینی طریقہ کار کو استعمال کرتے ہوئے اُس کو حکومت سے نکالا اور اُس کی جگہ پر مختلف سیاسی پارٹیاں آئیں۔تو اِس بات کو لیکر وہ عوام کو مس گائیڈ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔اور یہاں تک کہ ایک بیرونی سازش کا چُورَن بیچ رہے ہیں۔میں آج دیکھ رہا تھا کہ اسی سیاسی پارٹی نے امریکہ میں فرنٹن ہارڈ لوک نام کے کسی کنسلٹنٹ کو ہائر کیا ہے۔اور ماہانہ پچیس ہزار ڈالر اُس کو سیلری دیتے ہیں کہ امریکہ میں اُنکے لیے لابنگ کریں۔امریکی سینٹرز ہاؤس آف ریپرزنٹیٹو کے ممبران اور وہاں کے جتنے بھی تھنک ٹینک ادارے ہیں جو امریکی پاور میں اُن کا کردار ہے وہاں جا کر اِس سیاسی پارٹی کا ایک بہتر امیج بنائیں۔تو جناب اسپیکر! کیا اب پاکستان کی عوام وہ بیوقوف ہے؟ کیا اُن کو سمجھ نہیں آرہی؟ کیا ہم نہیں دیکھ رہے ہیں کہ چُورَن آپ بیچ رہے ہیں اُسی کے سفیر کو آپ جو ہیں ریڈ کارپٹ ریسپشن دیتے ہیں۔اُن سے گاڑیاں وصول کرتے ہیں۔اور پھر آکر جلسے جلوسوں میں یہ فرماتے ہوئے نظر آتے ہیں''کہ جی میرے خلاف بڑی سازش ہوگئی آپ لوگ غلام ہیں یا لام نہیں ہیں'' تو آخر، مَیں، چلو ٹھیک ہے آپ کی اپنی سیاست تو چلتی رہے گی۔لیکن جو اداروں کو متنازعہ کرنے کی کوشش کی جارہی تھی تو اِس پر مَیں اُسکی شدید مذمت کرتا ہوں اور انتہائی قابل نفرت باتیں کی گئیں۔اور نجی ٹی وی چینل کو بھی اس بات کا احساس کرنا چاہیے تھا کہ وہ بھی ایک کوڈ آف کنڈکٹ کا پابند ہے۔اُس کو بھی ایک ضابطہ کار کے تحت چلنا ہے کہ کوئی بندہ آکر یہاں پر عدلیہ کو متنازعہ بنانے کی کوشش کرے، فوج کے رینک میں تضاد پھیلانے کی کوشش کرے اور اپنی سیاسی ایجنڈے کو، اُس کو آگے بڑھائے۔تو یہ قابل قبول نہیں ہے۔آپ سیاست کریں۔آپ اپنا ایجنڈا پیش کریں۔حکومت آپ کو ملی تھی اُس وقت تو ساری چیزیں ٹھیک جارہی تھیں، سب کی تعریفیں کی جارہی تھیں، جس دن حکومت چلی گئی آپ نے ہوش وحواس ہی کھودیئے۔اور یہاں تک کہ آپ کے جو نومولود سیاسی ورکرز ہیں اُن کو

پتہ نہیں چل رہا ہے وہ کیا کررہے ہیں سوشل میڈیا میں آپ نے ایک ہنگامہ برپا کیا ہوا ہے عجیب وغریب ٹرینڈ چلائے جارہے ہیں۔ عجیب وغریب کہانیاں من گھڑت کہانیاں جو ہیں وہ بُنی جارہی ہیں۔ تو جناب اسپیکر! پاکستان کے لوگ اتنے بیوقوف نہیں ہیں ان کو اتنی سمجھ ہے جو چار سالہ آپ کی کارکردگی تھی اُس پر بات ہونی چاہیے تھی۔ کیا یہ چار سال آپ نے اس ملک کا ستیاناس کردیا اس کی اکانومی کو بٹھادی، مہنگائی آسمان تک چلی گئی، غریب لوگ جو ہیں وہ نان شبینہ کے محتاج ہوگئے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بلیدی صاحب! بات تھوڑی مختصر کردیں اذان ہونے والی ہے۔

میر ظہور احمد بلیدی: میں ختم کرتا ہوں اس پر کبھی آپ منہ نہیں کھولتے اور ایک بین الاقوامی سازش کو لیکر آپ یہاں لوگوں کو بیوقوف بنانے کی کوشش کررہے ہیں۔ پھر اُسی جگہ، اُسی ملک میں جاکے آپ فرم ہائیر کررہے ہیں تاکہ وہاں اپنے لیے ایک good-will پیدا کریں یہ تضاد ہے اور یہ تضاد جو ہے وہ عیاں ہوچکا ہے اور آپ کی جو یہ سوچ ہے بالکل اسکی ہم مذمت کرتے ہیں۔ اور جس شخص کو قانون نافذ کرنے والے اداروں نے دھرلیا ہے، اُس کے خلاف بالکل جو ہے کڑی سے کڑی انکوائری ہونی چاہیے اور اس کے تہہ تک پہنچنا چاہیے اور جو بھی غلط ہوا ہے اُس کو پوری قوم کے سامنے ایکسپوز کرنا چاہیے۔ اور اُس پارٹی میں جتنے بھی اچھے لوگ ہیں اُن کو بھی ان چیزوں کا نوٹس لینا چاہیے تاکہ جو قومی معاملات ہیں، قومی سلامتی کے معاملات ہیں، اُس پر کم ازکم سیاست نہ کی جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ بلیدی صاحب۔ خلیل جارج! بات کرلیں آپ اور نصراللہ زیرے کو اگلے اجلاس میں پھر موقع دیں گے آج آپ دنوں کا بلڈ پریشر ہائی ہے۔۔۔ (مداخلت)۔ کورم کی گھنٹیاں بجائی جائیں ریکارڈ میں آپ کی کوئی بات نہیں آئے گی کیونکہ کورم کی گھنٹیاں بجائی جائیں گی۔ ملک نعیم بازئی صاحب کے کہنے پر ہم ختم کریں گے ملک نعیم بازئی کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب قائم مقام اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 15 اگست 2022ء بوقت تین بجے سہ پہر تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 06 بجکر 20 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆